بانی: مجتہد العصر مفتی دوران حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 26 جمادی الثانی 1433ھ 18 تا 24 مئی 2012 | شمارہ 20

فون: 7656730 فیکس: 7659847

يد الله على الجماعة. ترمذی

لا جماعة إلا بإمارة. دارمی

دعا کے فوائد اور درجات

"دعا" (مصائب وتکالیف اور امراض کا) مفید ترین علاج ہے اور ابتلا کی دشمن ہے، مصائب کو رفع دفع کرتی اور ان کا معالجہ کرتی ہے، ان کے نزول کو روکتی ہے، اور اگر مصیبت اتر ہی آئے تو اس میں تخفیف کر دیتی ہے اور یہ مومن کا ہتھیار ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں باروایت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿الدعاء سلاح المؤمن......﴾ نزول مصائب کے موقعے پر دعا کے تین حالات ودرجات ہوتے ہیں:

1۔ دعا مصیبت سے زیادہ قوی ہوتی ہے، جو مصیبت کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

2۔ دعا مصیبت سے کمزور ہوتی ہے، اس لیے مصیبت دعا پر غالب رہتی اور وہ بندے کو پہنچ کر رہتی ہے تاہم دعا کی برکت سے مصیبت کی شدت میں کسی حد تک کمی واقع ہو جاتی ہے۔

3۔ دعا اور مصیبت کا مقابلہ شروع ہو جاتا ہے اور ہر ایک دوسری پر غلبہ پانے کی کوشش کرتی ہے۔

امام حاکم نے اپنی صحیح میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خوف، تقدیر سے کچھ کفایت نہیں کرتا جب کہ دعا اس مصیبت میں بھی نفع دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور اس میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت میں ہے کہ "دعا، نازل شدہ اور غیر نازل شدہ (ہر قسم کی) مصیبت میں فائدہ دیتی ہے، پس اے اللہ کے بندو! دعا کا اہتمام کرتے رہا کرو"

"دعا عبادت کا مغز ہے اور دعا نہ مانگنا تکبر کی علامت ہے"

لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ اس مبارک مہینے میں اپنے مالک کے حضور سجدہ ریز ہو کر اس سے اس کی رحمت اور بخشش کی دعا کریں۔

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

صبر اور فوائد صبر

وعن ابی سعیدوابی ہریرة رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال مایصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ہم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکة یشاکہا الا کفر اللہ بہا من خطایاہ. (صحیح بخاری، کتاب المرضی باب ماجاء فی کفارة المرض، حدیث:٥٦٤١،٥٦٤٢) ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو جب بھی تھکاوٹ، بیماری، فکر، غم اور تکلیف پہنچے حتی کہ اگر اسے کانٹا بھی چبھے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے غموں اور دکھوں کا پہنچنا، زندگی کے نشیب وفراز میں طرح طرح کے حالات سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے مصیبت کے وقت صبر کرنا کس قدر فائدہ مند ہے۔ حتی کہ اگر اسے کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف آئے تو اس پر صبر کرنے سے اس کے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مامن مسلم یصیبہ اذی شوکة فما فوقہا الا کفر اللہ بہا سیاتہ وحطت عنہ ذنوبہ کما تحط الشجرة ورقہا۔ مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کانٹا چبھے یا اس سے بڑی کوئی تکلیف پہنچے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی برائیوں کا کفارہ بنا دیتا ہے اور اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے (موسم خزاں میں) پتے جھڑتے ہیں (حوالہ مذکورہ باب شدت المرض حدیث:٥٦٤٧) تکالیف اور مصائب کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ لیکن ان پر ہمیشہ صبر کرنا ہی ایک مسلمان اور مومن کا شیوہ ہے۔ فرمان رب العالمین ہے: الذین اذا اصابتہم مصیبة قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون (البقرہ) جب ہی ان (ایمان والوں) پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں: یقیناً ہم اللہ کے لیے اور اس کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اللہ کے راستے میں تکلیف پہنچے تو پھر بھی صبر ہی کرنا چاہیے۔ رسول کریم ﷺ نے ایک نبی کا اسوہ پیش کرتے ہوئے اس موقع پر صبر کرنے کی رہنمائی فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو ایک نبی کا واقعہ بیان کرتے ہوئے گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک نبی کو ان کی قوم نے مارا اور لہولہان کر دیا، اور وہ نبی اپنے چہرے سے خون پونچھتا ہوا یہ کہہ رہا ہے: اللہم اغفر لقومی فانہم لایعلمون ۔ اے اللہ میری قوم کو معاف فرما دے اس لیے کہ وہ بے علم ہیں۔ [صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب ٥٤،صحیح مسلم کتاب الجهاد ،باب غزوة أحد،حدیث:١٧٩٢]

کوئی دنیا سے بچھڑ جائے یعنی فوت ہو جائے (بیٹا، بھائی، باپ، ماں وغیرہ) ہر صورت میں رسول کریم ﷺ نے صبر کی ہی تلقین فرمائی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے اور وہ ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: اتقی اللہ واصبری ، اللہ سے ڈر جا اور صبر کر، اس نے کہا مجھ سے دور ہو جائیں۔ آپ کو میرے والی مصیبت نہیں پہنچی اس لیے تو آپ کو اس کا احساس نہیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا نہیں تھا جب اسے بتایا گیا کہ یہ تو نبی کریم ﷺ تھے۔ تو وہ فوراً آپ کے دروازے پر پہنچی۔ اس نے آپ کے دروازے پر کوئی دربان (وغیرہ) نہ پایا تو (آپ سے) عرض کی کہ میں نے آپ کو پہچانا ہی نہیں آپ نے فرمایا: الصبر عند الصدمة الاولی۔ صبر تو یہ ہے کہ صدمہ کے آتے ہی فوراً صبر کیا جائے۔ [صحیح بخاری کتاب الجنائز باب زیارة القبور، حدیث:١٢٨٣]

اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ مصیبت یا غم کے پہنچنے پر فوراً صبر کا دامن تھام لے۔ واویلا کرنا، شکوے کرنا، گھبراہٹ سے زبان کھولنا، کسی مومن کو قطعاً لائق نہیں، کیونکہ صبر کرنے سے جنت ملتی ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما لعبدی المؤمن عندی جزاء اذا قبضت صفیہ من اهل الدنیا ثم احتسبہ الا الجنة ۔ میرا وہ بندہ جس کی محبوب ترین چیز میں واپس لے لوں لیکن وہ اس پر ثواب کی نیت (سے صبر کرے) اس کے لیے میرے پاس جنت کے سوا اور کوئی بدلہ نہیں۔ [صحیح بخاری کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی بہ وجہ اللہ تعالیٰ، حدیث:٦٤٢٤]

اللہ تعالیٰ ہمیں مصائب وتکالیف کے وقت صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہفت روزہ

تنظیم اہلحدیث

لاہور

مدیر مسئول

حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 20

26 جمادی الثانی ☆ 1433ھ

18 مئی ☆ 2012ء

C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید

مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی

معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی

نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم

مینجر: شہادت طور

0300-4583187

کمپوزنگ/ڈیزائننگ :وقار عظیم بھٹی

0300-4184081

فہرست

اداریہ 3

الاستفتاء 5

تفسیر سورۃ النساء 7

حافظ محمد دین تلمیذ مفتی محمد صدیق 9

ختم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں 13

اسلامی انقلاب وقت کی اہم ضرورت 16

مولانا عبداللہ گورداسپوریؒ 18

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے

سالانہ - 300 روپے

بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5

چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

اہلحدیث جماعتوں کا اتحاد.........وقت کی اہم ضرورت

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ آج روئے زمین پر فقط مسلک اہلحدیث ہے کہ جن کا دستور حیات قال اللہ وقال الرسول ہے۔ جب اسلام تہتر فرقوں میں بٹ چکا ہے ہر مسلک اپنے امام، اپنے پیر کے نام منسوب ہو چکا ہے۔ شخصیت پرستی سے لے کر قبر پرستی، تعزیہ پرستی دین کا نام اختیار کر چکی ہے۔ آج ہر کچی قبر ھولاء شفعاؤنا عنداللہ اور مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفا کا مقام اختیار کر چکی ہے۔ میٹھی میٹھی سنتوں کے نام پر کھلم کھلا بدعت پھیلائی جا رہی ہے۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے دو مسلمانوں کے باہم ملاقات پر السلام علیکم اور وعلیکم السلام کی جو تلقین فرمائی تھی اس سنت مبارکہ متواترہ ثابتہ معمول بھا کو بھی عاشقان رسول نے المدینہ اور المدینہ سے بدل کر رکھ دیا ہے۔ قرآن وسنت کو چھوڑ کر لوگوں نے فرضی قصے کہانیوں اور الف لیلوی داستانوں کا نام دین رکھ لیا ہے۔ بازار میں اصول کے یہ قاعدے عام دستیاب ہیں کہ اگر قرآن مجید کی آیت ہمارے آئمہ کے خلاف ہوگی تو ہم قرآن کی آیت کو منسوخ سمجھیں گے یا اس کی تاویل کریں گے اگر حدیث رسول ہمارے اصحاب کے اقوال کے خلاف ہوگی تو ہم اس کو منسوخ سمجھیں گے یا اس کی تاویل کریں گے۔ علامہ اقبال نے مسلمانوں کی اسی زبوں حالی پہ فرمایا تھا

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ بے توفیق فقیہان حرم

امت مسلمہ کا اصل فرقہ بازی نے شیرازہ منتشر کیا ہوا ہے اور کل حزب بما لدیھم فرحون کا منظر ہر مسجد اور مدرسہ میں دیکھا جا سکتا ہے اور مستزاد یہ کہ ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پر اور دوسرے کو باطل پر سمجھتا ہے شیطان لعین جو اللہ کا دشمن، اللہ کے دین کا دشمن، آدم علیہ السلام کا دشمن اور اولاد آدم کا دشمن وزین لھم الشیطن اعمالھم کی میناکاری کر کے آج مسلمانوں کو شرک وبدعت اور ترک سنت پر جمائے ہوئے ہے۔ ایسے حالات میں بدبخت ابلیس نے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی آواز کو دبانے کے لیے لفظ وہابی کی اختراع پیدا کر لی تا کہ کوئی اس کی بات سن نہ لے اور اپنے خود ساختہ ادیان پر قائم رہیں۔ ان حالات میں لوگوں کے قلوب واذہان میں قرآن وسنت یعنی دین خالص کی آواز پہنچانا بلاشبہ ایک بہت کٹھن کام ہے۔ مکے والوں نے کانوں میں روئی ٹھونسی ہوتی تھی اور برصغیر میں وہابی کی ڈاٹ کانوں میں ٹھونسی گئی ہے۔ اس دور میں بلاشبہ خالص قرآن وسنت پر عمل کرنا اور اس کی تبلیغ کا فریضہ اہلحدیث ادا کر رہا ہے۔ وہابیوں پر اعتراض کرنے والے عامۃ الناس میں عام طور پر ایک بات پھیلاتے ہیں کہ یہ وہابی اپنے مطلب کی حدیثوں پر عمل کرتے ہیں جو حدیثیں ان کے مسلک کے خلاف ہیں ان پر عمل نہیں کرتے۔ راقم الحروف نے بڑے بڑے علماء قسم کے لوگوں سے سوال کیا ہے ہمیں بتا دو کہ وہابی اپنے مسلک کے موافق حدیثوں پر عمل کرتے ہیں بقیہ وہ کس چیز پر عمل کرتے ہیں۔ ہمیں قرآن وسنت

کے علاوہ کوئی امام یا کوئی کتاب بتا دو جس پر ہم عمل کرتے ہیں یا جس کی بات مانتے ہیں۔ اگر شافعی، مالکی، حنبلی، حنفی بڑی دلیری سے اپنے امام سے اپنی نسبت ظاہر کرتا ہے تو میں نے بارہا پوچھا ہے عالمو! مجھے بھی تو بتاؤ میں کس کی مانتا ہوں، میرے امام کی فقہ کونسی ہے؟ آج تک تو کوئی بڑے سے بڑا مخالف میری رہنمائی نہیں کرسکا یا میری بات کا جواب نہیں دے سکا۔ تمہید ذرا طویل ہوگئی، عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا اہلحدیث پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے روئے زمین پر قرآن وسنت کی تبلیغ اور اس پر عمل کے لیے تمہیں چن لیا ہے اس احسان عظیم کا تقاضا تو یہ تھا کہ بجسد واحد ہم اس فریضے کی ادائیگی کرتے اور جب منہج ایک مسلک ایک منزل ایک مقصد ایک تو ہم مل کر چلتے، لیکن بوجوہ ہماری الگ الگ تنظیمیں بنتی گئیں اور ہم جو کہ تعداد میں پہلے ہی کم تھے، اپنی طاقت اور قوت کو مزید منتشر کر بیٹھے۔ اگر ہم اپنے تنظیمی اختلافات کو فقط تنظیمی ہی رہنے دیتے اور جیسا کہ ہم عمل بالحدیث کا دعویٰ کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے انما المومنون اخوۃ اور المسلم اخو المسلم پر عمل پیرا ہوتے تو یہ ہمارا تنظیمی اختلاف اتنا نقصان دہ نہ ہوتا مگر بدقسمتی سے کچھ قائدین نے اس تنظیمی اختلاف کو شاید دینی اختلاف کا درجہ دے دیا ہے کہ اپنے تنظیمی علماء کو نادر شاہی فرمان جاری کیا جاتا ہے کہ جس مسجد کے تم امام اور خطیب ہو، وہاں ہماری تنظیم کے علاوہ کسی اہلحدیث عالم کو درس قرآن، خطبہ جمعہ یا تقریر کرنے کی اجازت مت دو۔

اعلیٰ حضرت! دوسری تنظیم کا اہلحدیث عالم وہاں کیا سنائے گا؟ نفرتوں کو اس حد تک نہ لے جاؤ کہ قرآن وسنت کی تبلیغ کے راستے بند کرنے پر آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے کونسا عمل پیش کرو گے کہ جب مجھے معمولی سا تنظیمی اقتدار ملا تھا تو میں نے تنظیموں کو نفرتوں اور دشمنیوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ جو میرے اقتدار کو تسلیم نہیں کرتا تھا اس کے لیے اہلحدیث مساجد میں تبلیغ بند کرا کے اور ایک ہی مسلک کے حامل علماء میں اتنی دیواریں کھڑی کر کے آیا ہوں کہ میرے بعد بھی اہلحدیث ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہونے کے لیے مدتوں انتظار کریں گے۔ ایک طرف ہم اتحاد امت کے نام پر اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی، شیعہ کو اکٹھا کر رہے ہیں۔ ایسے پروگرام میں بندہ ناچیز کا خطاب سننے کے قابل ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کے ہر فرقے کے لیے میرے دل میں کتنا احترام ہے۔ سیاسی طور پر جب کسی سے ہم معانقہ کریں تو اس کے عقائد اور مسلک کو بھی بھول جائیں اور اس سے آگے لکھتے ہوئے میرا قلم رک جاتا ہے۔ آپ خود سوچیں کہ ہم اغیار کی محبت یا مطلب کے لیے کہاں تک جاتے ہیں؟ دوسری طرف اہلحدیث مسلک کے ساتھ دوریوں کا جو طیرہ اپنایا جاتا ہے اسے بھی دیکھیں میرے اسلاف، اکابرین بالخصوص علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ، حافظ عبدالقادر روپڑیؒ، مولانا محمد حسین شیخوپوریؒ کی محنت شاقہ سے آج پاکستان میں اہلحدیث ایک طاقت ہیں پورے ملک میں سکردو سے لے کر کراچی، پشاور، درہ خیبر تک کوئی قصبہ ایسا نہیں جہاں اہلحدیث نہ ہوں۔ لاہور سیالکوٹ، گوجرانوالہ، فیصل آباد اور گرد ونواح میں اہلحدیث قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن میں پانسہ پلٹ سکتے ہیں۔ ملتان، وہاڑی، بہاولنگر اور دوسرے شہروں میں بھی تقریباً یہی کیفیت ہے ہم اہلحدیث دعویٰ کرتے ہیں کہ پاکستان میں ہماری تعداد ایک کروڑ سے زائد اپنی اتنی تعداد سے تم نے کیا سیاسی فوائد حاصل کیے؟ اگر صحیح ماحصل لکھ دیا تو پھر پر جلتے ہیں؟ دیگر دینی جماعتوں کو دیکھئے ان میں سے ایسی بھی ہیں جو تعداد میں ہم سے کم ہیں تنظیمی اختلافات ان میں بھی ہیں لیکن ان کی سوچ ان کے مسلک کے لیے ہے۔ اہلحدیثو! ہر ضلع پر اپنی حیثیت دیکھو۔ ضلعی امن کمیٹیوں میں ہر جگہ ہر جماعت کے آٹھ آٹھ، دس دس نمائندے اور تمہیں بڑی مشکل سے نمائندگی ایک عالم کی ملتی ہے۔ ضلعی عشر زکوٰۃ کمیٹیوں میں جماعتی طور پر تمہیں پورے ملک میں کوئی نمائندگی نہیں ملی اگر کوئی عالم دین ذاتی حیثیت اور کوشش سے کہیں عشر، زکوٰۃ تا اسلامی مشاورتی کونسل میں کہیں نمائندگی حاصل کر لیتا ہے تو ہم خوش ہونے یا مبارکباد دینے کی بجائے اسے اپنا مخالف شمار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بات پھر دور نکل گئی ابھی پچھلے دنوں سینٹ کی نشستیں خالی ہوئیں ہم اگر متحد ہوتے تو دونوں بڑی پارٹیوں سے اپنے حصے کا مطالبہ کر سکتے تھے اپنی تعداد کے مقابلے میں اپنا مطالبہ رکھتے، کیوں نہ ہمیں ہمارا حق ملتا اور پھر ہم سینٹ میں لفظ اہلحدیث کے ساتھ نشست لیتے، دوسروں کے نام میں آج سیاسی مسابقت کے دور میں ہر اہلحدیث کی آواز ہے کہ ہم متحد ہو کر اپنا حق وصول کریں۔ ہمارے اس انتشار کو دیکھ کر تو مولانا معین الدین صاحب والی پکی سیٹ جوان کے بیٹے ڈاکٹر عظیم الدین لکھوی نے جیتی، ہم سے چھین لی گئی، دیانتداری سے بتائیے اگر ہم باہم منتشر نہ ہوتے تو کسی کو یہ سیٹ چھیننے کی جرأت نہ ہوتی۔ آپ اپنی اپنی تنظیم میں نہ صرف رہیں بلکہ اس کو مضبوط سے مضبوط تر بنائیں لیکن اپنی اپنی تنظیم میں رہتے ہوئے آپس میں اتحاد کریں۔ مل کر ایک میز پر بیٹھیں۔ خالصتاً مسلکی بنیادوں پر سوچیں، تنظیمی اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی مساجد میں تبلیغ کے لیے ویزے کی پابندی ختم کر دیں بلکہ اس کو فروغ دیں۔ یہ دنیاوی کام نہیں ہے یہ دینی فریضہ ہے۔ جس کے لیے آپ کو کل اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ تنظیم اہلحدیث کے صفحات گواہ ہیں کہ جماعت اہلحدیث پاکستان کی طرف سے پہلے بھی مسلکی اتحاد کے لیے آواز اٹھائی جاتی رہی ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی اس آواز کو بلند کرتے رہیں گے اگر ایک فرد نے کاوش کر کے ملک کے طول وعرض میں توحید باری تعالیٰ کی سربلندی اور فرقہ پرستی سے لوگوں کو دور کرنے کے لیے وال چاکنگ کی ہے۔ آج کوئی شاہراہ کسی شہر کی کوئی سڑک اس نعرہ توحید سے خالی نظر نہیں آتی، پورے ملک میں توحید باری تعالیٰ کے پاکیزہ عنوانات پر دروس وتقاریر اور خطبہ ہائے جمعہ کے پروگرام اگر کر رہا ہے تو اپنے اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہمیں اسکی ہمت بڑھانی چاہیے ان کے دست وبازو بنیں۔ اکابرین اس کے سر پر ہاتھ رکھیں چہ جائیکہ اسے تبلیغ توحید کی سزا دینے کے طریقے سوچیں۔ عبداللہ ناصر رحمانی مسلک اہلحدیث کا اثاثہ ہیں، ان کے علمی خطابات پورے پنجاب میں ہونے چاہییں لوگ ان سے قرآن وحدیث سنیں۔ تمام اہلحدیث حضرات سے گذارش کیساتھ میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ تمام اہلحدیث تنظیموں میں اتحاد اور اسلامی اخوت کا رشتہ قائم کرے۔

الاستفتاء

مفتی عبیداللہ خاں عفیف

ناخن پالش لگی ہو تو وضو نہیں ہوتا

سوال: کیا عورت ناخن پالش ناخنوں پر لگا کر وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ناخن پالش لگا کر وضو کرنے سے وضو نہیں ہوتا۔

سائل : محمد داؤد ارشد

الجواب بعون الوھاب وھو الملھم للحق والصواب :

حضرت مفتی ؒ نے ناخن پالش کو مہندی کے گاڑھے رنگ پر قیاس کرتے ہوئے نیل پالش والے ناخنوں پر وضو کو جائز قرار دیا ہے گویا نیل پالش گاڑھے رنگ والی مہندی کے حکم میں ہے (صغریٰ) اور مہندی کے تحت گاڑھے رنگ کے باوجود وضو بالاتفاق جائز ہے (کبریٰ) لہذا ناخنوں پر نیل پالش کی موجودگی میں وضو جائز ہے (حداوسط) مگر ان کا یہ قیاس درست نہیں ان کا یہ فرمانا کہ دو تین دفعہ مہندی لگانے سے اس کا رنگ گاڑھا ہو جاتا ہے بالکل درست ہے مگر اس کے باوجود ناخنوں پر اس کی ایسی تہہ نہیں بنتی جو ناخنوں کو تر ہونے اور دھلنے میں مانع ہو جبکہ نیل پالش ناخنوں کو رنگین نہیں کرتی بلکہ اس کی تہہ جمتی ہے جو ناخنوں تک پانی کو پہنچنے ہی نہیں دیتی یعنی ناخنوں پر پانی بہانے کے باوجود وہ جوں کے توں خشک اور ان دھلے ہی رہتے ہیں جبکہ وضو کے بارے میں قرآن وحدیث کی نصوص واردہ کے مطابق وضو کے اعضاء مغسولہ کو مکمل اور پوری طرح دھونا فرض ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

1. یا یھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا بروسکم وارجلکم الی الکعبین ”اے ایمان والو جب تم نماز پڑھنے کے لئے اٹھو تو اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کر لیا کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو لیا کرو“

2۔ صحیح بخاری میں حضرت اسامہ بن زید فرماتے ہیں، فلما جاء المزدلفة فنزل فتوضأ فاسبغ الوضوء (باب اسباغ الوضوء)

قال الحافظ الاسباغ فی اللغة الاتمام ومنه درع سابغ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ا ص ۱۹۳) رسول اللہ ﷺ جب عرفات سے مزدلفہ پہنچے تو آپ نے سواری سے اتر کر خوب اچھی طرح وضوء کیا پھر جماعت کھڑی کی گئی۔

3۔ ابوھریرہؓ فرماتے ہیں لوگو اسبغوا الوضوء فان اباالقاسم ﷺ قال ویل للاعقاب من النار (باب غسل الاعقاب وكان ابن سيرين يغسل موضع الخاتم اذا توضا. (فتح الباری ج ا ص ۲۱۴)

امام محمد بن سیرین تابعیؒ وضو کرتے وقت انگوٹھی آگے پیچھے کر کے انگلی دھویا کرتے تھے۔ ”اچھی طرح وضوء کرو کیونکہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا خشک ایڑیوں کے لئے آگ کا عذاب ہے“

اس حدیث کا منشا یہ ہے کہ وضو کا کوئی عضو خشک نہ رہ جائے ورنہ وہی عضو قیامت کے دن عذاب الٰہی میں جلا کیا جائے گا چونکہ ہاتھ کی انگلیاں اور ان کے ناخن اعضا مغسولہ میں داخل ہیں لہذا ان تک پانی پہنچانا ضروری (فرض) ہے اور ناخن پالش مجسم ہونے کی وجہ سے پانی کو ناخنوں تک پہنچنے سے مانع ہے لہذا جب تک ناخن پالش اتار اور کرید کر وضو نہیں کیا جائے گا وضو صحیح نہ ہو گا جب وضو صحیح نہ ہو گا تو نماز بھی نہیں ہو گی چار تائیدی فتاویٰ بھی پیش خدمت ہیں۔

1۔ الشیخ السید محمد سابقؒ فرماتے ہیں، وجود الحائل مثل الشمع علی ای عضو من اعضاء الوضوء یبطله واما اللون وحده كالخضاب بالحناء مثلا فانه لا یوثر فی صحة الوضوء انه لا یحول بین البشرة وبین وصول الماء الیها (فقہ السنہ ج ا ص ۵۲) جیسا کہ اکابر علماء کرام نے اس کی تصریح فرمائی ہے لہذا۔

یعنی اگر وضو کسی عضو پر ایسی چیز لگی ہو جو پانی اور عضو کے درمیان رکاوٹ ہو جیسے موم تو یہ رکاوٹ وضو کو باطل کر دے گی مگر مہندی وغیرہ کا رنگ تو یہ وضو کی صحت پر کوئی منفی اثر نہیں ڈالتا کیوں کہ وہ پانی کو عضو تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتا کیونکہ عرض ہے یعنی غیر مجسم ہے۔

2۔ الشیخ محمد بن صالح عثیمینؒ عالم اسلام کے مشہور مفتی تھے درج ذیل سوال کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں،

سوال: میں نے بعض علماء سے سنا ہے کہ تیل ایسی رکاوٹ ہے جو بوقت وضو پانی کو جسم تک پہنچنے سے روک لیتا ہے یعنی تیل کی موجودگی میں وضو نہیں ہوتا کیا ان علماء کا یہ کہنا درست ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب دینے سے قبل میں یہ چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل ارشاد پیش کردوں، یا یھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین (المائدہ) اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولیا کرو اور اپنے سروں کو مسح کر لیا کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک دھولیا کرو۔

ان اعضا کو دھونے اور ان کے مسح کرنے کا حکم اس بات کو لازم کرتا ہے کہ ہر اس چیز کا ازالہ ضروری ہے جو پانی کو اعضاء تک پہنچنے سے روکتی ہو کیونکہ اس کے باقی رہنے کی صورت میں اعضاء دھل نہیں سکیں گے بنابریں ہم کہہ سکتے ہیں کہ انسان جب اعضاء وضو پر تیل کا استعمال کرتا ہے تو یہ دو صورتوں سے خالی نہیں یا تیل جامد ہوگا تو اس صورت میں وضو سے قبل اس کا ازالہ ضروری ہے کیونکہ تیل اگر اپنی موٹائی کی صورت میں ہی رہے گا تو وہ جسم تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہوگا اور اس طرح طہارت نہ ہوگی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تیل سیال ہے اور اس میں موٹائی نہیں ہے صرف اس کا اثر اعضاء پر موجود ہے تو ایسا تیل غیر مضر ہے ایسی صورت میں تمام اعضاء پر پانی گزارنا ضروری ہے کیونکہ عادۃً تیل پانی سے الگ رہتا ہے اس طرح بسا اوقات پانی اعضاء تک نہیں پہنچتا۔ لہذا ہم سائل سے یہ کہنا چاہیں گے کہ اگر اعضاء وضوء پر تیل وغیرہ جامد شکل میں ہو تو وضوء سے قبل اس کا ازالہ ضروری ہے اور اگر تیل سیال شکل میں ہو تو صابن استعمال کئے بغیر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں پس اعضاء کو دھوتے وقت انہیں اچھی طرح مل لیا جائے تاکہ پانی پھسل کر نہ گزر جائے اور یوں اعضاء وضو خشک رہ جائیں۔ (فتاوی برائے خواتین ص ۸۰، ۸۱۔ ط دار السلام لاہور)

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز بین الاقوامی مفتی تھے آپ درج سوال کے جواب میں تصریح فرماتے ہیں

سوال: ناخن بڑھانے اور ناخن پالش لگانے کا کیا حکم ہے واضح رہے ناخن پالش لگانے سے پہلے وضو کر لیتی ہوں اور چوبیس گھنٹے کے بعد اس کو اتار دیتی ہوں۔

جواب: ناخن بڑھانا خلاف سنت ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے الفطرۃ خمس الختان والاستحداد وقص الشارب ونتف الابط وقلم الاظفار (رواہ مسلم کتاب الطھارت باب

۱۶) رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے مونچھیں کاٹنے، ناخن تراشنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے کے لئے وقت مقرر فرمایا کہ ہم چالیس دن سے زیادہ ان میں سے کچھ نہ چھوڑیں۔ نیز اس لئے بھی کہ ناخن بڑھانا درندوں اور کفار کے ساتھ مشابہت ہے جہاں تک نیل پالش وغیرہ کا تعلق ہے تو وضوء کے لئے اس کا اتارنا واجب ہے کیونکہ یہ ناخنوں تک پانی پہنچنے میں رکاوٹ ہے۔ (فتاوی برائے خواتین ص ۲۶۵، ۲۶۶)

<u>حضرت الشیخ ابوالبرکات احمد البناریؒ کا فتوی:</u>

سوال: کیا عورت ناخنوں پر ناخن پالش لگا کر وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے بعض حضرات کہتے ہیں کہ ناخن پالش پر وضو نہیں ہوتا وضاحت فرمائیں؟

جواب: ناخن پالش کا جسم ہے جس کی وجہ سے ناخن تک پانی نہیں پہنچتا لہذا جب تک ناخن پالش کو کرید کر تہہ نہ اتاریں وضو نہیں ہوتا اور جب تک وضوء نہ ہو نماز نہیں ہوتی اس لئے ناخن پالش نہیں لگانی چاہئے۔

(فتاوی برکاتیہ ص ۳۰)

خلاصہ بحث یہ ہے کہ ناخنوں پر ناخن پالش کی موجودگی میں وضو نہیں ہوتا کیونکہ ناخن پالش جوہر یعنی جسم دار ہے جس کے لگانے سے ناخنوں پر اس کی تہہ جم جاتی ہے جس کی وجہ سے پانی ناخنوں تک پہنچ نہیں پاتا اور ناخن پالش کو مہندی کے رنگ پر قیاس کرنا ہرگز درست نہیں کیونکہ مہندی کا رنگ عرض یعنی غیر مجسم ہے لہذا مجسم چیز کو غیر مجسم کے حکم پر قیاس کرنا قطعاً غلط ہے لہذا فتاوی اہل حدیث میں مندرج فتوی صحیح نہیں۔

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فی یوم الحساب کتبہ ووقع علیہ.

بہار شاہ کے میلہ کے موقع پر شیخوپورہ شہر میں تحریک دعوت توحید کی اپیل پر

18 مئی کا اجتماعی خطبہ جمعۃ المبارک

قبروں کا احترام

مگران کو سجدہ حرام

نوٹ: 113 علمائے کرام بھی مندرجہ بالا عنوان پر خطبات جمعۃ المبارک ارشاد فرمائیں گے۔

(منجانب: تحریک دعوت توحید حلقہ شیخوپورہ شہر)

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 25) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ يَشۡتَرُوۡنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَضِلُّوا السَّبِيۡلَ ۝ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاَعۡدَآئِكُمۡ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيۡرًا ۝ مِنَ الَّذِيۡنَ هَادُوۡا يُحَرِّفُوۡنَ الۡكَلِمَ عَنۡ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوۡلُوۡنَ سَمِعۡنَا وَعَصَيۡنَا وَاسۡمَعۡ غَيۡرَ مُسۡمَعٍ وَّرَاعِنَا لَـيًّۢا بِاَ لۡسِنَتِهِمۡ وَطَعۡنًا فِى الدِّيۡنِ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا وَاسۡمَعۡ وَانۡظُرۡنَا لَـكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَاَقۡوَمَ وَلٰـكِنۡ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفۡرِهِمۡ فَلَا يُؤۡمِنُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ۝

"کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو دیئے گئے تھے کتاب کا ایک حصہ کہ وہ خود گمراہی کو خرید رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راہ (حق) سے بھٹک جاؤ (۴۴) جبکہ اللہ تمہارے دشمنوں کو اچھی طرح جانتا ہے اور اللہ ہی کافی ہے (تمہارا) دوست اور اللہ ہی کافی ہے (تمہارا) مددگار (۴۵) یہود میں سے کچھ لوگ کلمات کو ان کی اصلی جگہ سے تبدیل کر دیتے ہیں اور (آگے سے) کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور نہیں مانا اور (کہتے) تو سن (ہماری) نہ سنی جائے تیری اور راعنا (کہتے) اپنی زبانوں کو مروڑتے ہوئے اور دین میں طعن کرتے ہوئے اور اگر وہ کہتے ہم نے سن لیا اور اطاعت کی اور ہماری (بھی) سنیے اور (راعنا کی بجائے) انظرنا کہتے تو یہ ان کے لیے بہتر اور بہت درست ہوتا اور لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کی اس لیے وہ تھوڑے ہی ایمان لائیں گے۔" (۴۶)

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u>

نَصِيۡبًا: حصہ — يَشۡتَرُوۡنَ: وہ خرید رہے ہیں

اَعۡدَآء: دشمن (جمع) — يُحَرِّفُوۡنَ: وہ تبدیل کرتے ہیں

مَّوَاضِعِهٖ: ان کی اصلی جگہیں — عَصَيۡنَا: ہم نے نافرمانی کی

غَيۡرَ مُسۡمَعٍ: نہ سنی جائے تیری — اُنۡظُرۡ: آپ دیکھئے

لَـيًّا: مروڑتے ہوئے — اَلۡسِنَتِهِمۡ: زبانیں اپنی — وَاَقۡوَمَ: بہت درست

<u>ماقبل سے مناسبت:</u>

سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے حالت نشہ میں نماز کی ادائیگی سے منع کرتے ہوئے اپنے وجود کو پاک رکھنے کا حکم دیا تھا، اس آیت میں مسلمانوں کو اہل کتاب کی شرارتوں سے متنبہ رہنے کا حکم دیا ہے کہ کہیں اہل ایمان ان کے مکروفریب میں پھنس کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ترک نہ کردیں۔

التوضیح:

اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ اُوۡتُوۡا نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ يَشۡتَرُوۡنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيۡدُوۡنَ اَنۡ تَضِلُّوا السَّبِيۡلَ ۝

اسلام انسان کے جسم اور روح کی حفاظت کرتے ہوئے اس کو ایسی اشیاء سے منع کرتا ہے کہ جو اس کے وجود اور روح کے لیے نقصان دہ ہو اسی لیے اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اہل کتاب کی شرارتوں پر متنبہ کرتے ہوئے ان سے باخبر اور ہوشیار رہنے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کے مکروفریب اہل ایمان کو کسی بھی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں اور وہ ان کو اپنا دشمن ہی تصور کریں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا کہ جن کو شریعت الٰہیہ کی سعادت سے نوازا گیا تو ان کی حالت یہ ہوئی کہ وہ گمراہی کو خریدنے لگے اور وہ اہل ایمان کے متعلق بھی یہی سوچتے اور کوشش کرتے کہ اہل ایمان بھی صراط مستقیم سے بھٹک جائیں۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مختلف تدبیروں سے اہل ایمان کو متزلزل کرنے کی کوششیں کرتے رہتے تاکہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق شکوک وشبہات پیدا کیے جاسکیں۔ جیسا کہ یہود کے علماء کا رات کو ایمان لا کر رات کو کفر کر دینا تاکہ اہل ایمان کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کیے جاسکیں، اہل ایمان کو ان کے تمام مکروفریب سے باخبر رہنے اور بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔

نوٹ:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے لفظ "نَصِيۡبًا مِّنَ الۡكِتٰبِ"

بول کر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہود کے پاس تورات مکمل نہیں تھی بلکہ انہوں نے اس کا ایک حصہ گم کر دیا تھا اور باقی ماندہ میں تحریف کر دی تھی اور ان کی تمام تر دلچسپیاں ظاہری الفاظ، لفظی بحثوں، فقہی منہ شگافیوں اور فلسفی پیچیدگیوں تک محدود رہ گئیں، ان کے قلوب واذہان منشا الٰہی اور دین داری کی روح سے خالی تھے اور اپنی گمراہ کن باتوں میں مسلمانوں کو الجھانا چاہتے تھے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا۝

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مکر و فریب کا ذکر کرنے کے بعد اہل ایمان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے کہ یہودی تمہارے دشمن ہیں اور وہ تمہیں گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ اپنی کوششوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری کارسازی اور تمہاری مدد کے لیے کافی ہے اور تمہیں اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ کرنا چاہیے اور وہ آپ کے دشمنوں کی تمام تدبیروں کو اپنی رحمت سے ناکام بنا دے گا اس لیے تمہیں ان سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور پھر فرمایا: مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّيْنِ یہود میں کثیر تعداد میں خرافات موجود تھیں اور وہ ان کو کسی بھی قیمت چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے بلکہ وہ ان خرافات میں اہل ایمان کو مبتلا کرنے کی خوب کوشش کیا کرتے تھے۔ یہود کی بعض خرافات کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں فرمایا ہے۔

خرافات یہود:

1۔ کتاب الٰہی کی باتوں کو ان کے اصل مقامات سے بدل دیتے تا کہ ان کی خواہشات کی تکمیل ہو۔ یہ تبدیلی بسا اوقات لفظی ہوتی اور بعض اوقات حکم ربانی کا معنی و مفہوم ہی تبدیل کر دیتے تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ۔ 2۔ یہود جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے اور آپ کی زبان مبارک سے کوئی حکم سنتے تو باواز بلند کہتے "سَمِعْنَا" کہ ہم نے اسے سن لیا ہے مگر دل میں آہستہ آواز سے کہتے "وَعَصَيْنَا" اور ہم نافرمانی کریں گے حالانکہ باواز بلند لفظ سَمِعْنَا کہہ کر وہ یہ تاثر قائم کرتے تھے کہ اس کے مطابق عمل بھی کریں گے لیکن ان کی نیت اس کے مطابق عمل کرنے کی نہیں ہوتی تھی وہ صرف اہل ایمان کو دھوکہ دینے کے لیے اس طرح کرتے تھے۔

3۔ بسا اوقات یہود آپ کے پاس آکر کہتے وَاسْمَعْ کہ آپ ہماری بات سنیں لیکن دل میں یہ نیت رکھتے کہ آپ بہرے ہو جائیں اور ہماری بات کو نہ سن سکیں۔ (العیاذ باللہ)

4۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ کی ذات مبارکہ کو رَاعِنَا کہہ کر اپنی طرف متوجہ کرتے یعنی آپ ہماری رعایت رکھیں لیکن یہود نے اپنی زبان کو مروڑ کر رَاعِيْنَا کہنا شروع کر دیا جس کا معنی اے احمق یا اے ہمارے چرواہے (العیاذ باللہ) اور یہود کی اس حرکت سے آپ کی توہین ہوتی آپ کا مذاق اڑاتے کہ آپ ہماری بات کو سمجھ ہی نہیں سکے اور اس حرکت کو دین میں طعن کرنے کا ذریعہ سمجھتے اور پھر فرمایا: وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا۝

اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کی غرض سے فرمایا کہ اگر وہ (نیک نیتی کے ساتھ) یہ کہتے کہ ہم نے آپ کا حکم سن لیا اور اطاعت کی ہے اور صرف وہ یہی بات کہتے آپ ہماری بات سنیں اور غَيْرَ مُسْمَعٍ نہ کہتے اور رَاعِنَا کی جگہ اُنْظُرْ کہتے یہ ان کے لیے بہتر ہوتا لیکن انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ادب نہ کر کے اور آپ کی گستاخی کا ارتکاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق بنے۔ گویا کہ رسول اللہ ﷺ کی اہانت کو اللہ تعالیٰ نے دین میں طعن اور کفر قرار دیا ہے اس لیے اہل ایمان کو رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کی شان کے منافی کوئی بات نہیں کہنی چاہیے کیونکہ آپ کی گستاخی کرنے والے کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے، یاد رہے گستاخ رسول کی سزا شریعت مطہرہ نے قتل رکھی ہے۔

اخذ شدہ مسائل:

1۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہود کی ان تدابیر اور مکر و فریب سے مطلع فرمایا ہے جو وہ عہد نبوت سے لے کر آج تک کر رہے ہیں اور قیامت تک مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے کرتے رہیں گے۔

2۔ اہل ایمان اگر اللہ تعالیٰ پر کما حقہ بھروسہ کریں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رحمت انہیں تمام اہل دنیا سے مستغنی کر دیتی ہے۔

3۔ دشمنان اسلام مختلف طریقوں سے دین اسلام پر حملہ کر کے اس کو مطعون کرنے کی ہمیشہ مذموم اور ناکام کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

4۔ توہین رسالت ایک ناقابل معافی جرم ہے جس کی سزا شریعت نے قتل رکھی ہے۔ 5۔ ایمان قلیل انسان کو کوئی نفع نہیں دیتا۔

6۔ زبان سے اچھی بات کہنا اور دل سے اسے تسلیم نہ کرنا یہود کی قبیح عادات سے ہے لہٰذا مسلمانوں کو بھی اس چیز سے اجتناب کرنا چاہیے۔

7۔ رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام کرنا اہل ایمان کے لیے باعث شرف اور حصول رحمت کا سبب ہے۔

حافظ محمد دین تلمیذ مفتی محمد صدیق سرگودھویؒ

عطاء محمد جنجوعہ قسط نمبر:5

حافظ اسماعیل روپڑی کی ران میں کینسر ہو گیا چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے۔ سرگودھا کے حکیم محمد یوسف نے کہا کہ میں دوائیوں سے مواد اکٹھا کر کے آپریشن کروں گا، غلط مواد خارج ہونے سے ران ٹھیک ہو جائے گی، دوران علاج حافظ اسماعیل روپڑی جامعہ علیہ میں ٹھہرے ان کے اہل وعیال ہمراہ تھے۔ اس بیماری کے باوجود حافظ جی تبلیغی پروگراموں میں شرکت کرتے رہے، میں ان کو کندھے کا سہارا دے کر لے جاتا، میں رات کو حافظ اسماعیل روپڑی کے دروازے کے سامنے سوتا جس وقت ان کو رفع حاجت کی ضرورت ہوتی تو مجھے آواز دیتے۔ میں نہایت آرام سے سہارا دے کر پیشاب خانے تک لے جاتا، اس دوران میں نے ایک دفعہ گھر جانے کی اجازت طلب کی حافظ جی مسکرا کر کہنے لگے کہ آپ نے جانا ہے تو میں لاہور چلا جاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے ارادہ ملتوی کر دیا جب وہ لاہور چلے گئے میں کچھ عرصہ وہاں بھی رہا، اس طرح تین ماہ تک خدمت کی سعادت حاصل ہوئی، انہوں نے دعائیں دے کر رخصت کیا یہ کہنے کا مقصد ہے کہ میں روپڑی خاندان کے علماء کا روحانی وجسمانی طور پر خادم ہوں۔

حافظ عبدالرحمن مدنی بمعہ اہل وعیال سعودی عرب گئے، میرے بیٹے عمر فاروق نے مکان لے کر دیا وہ خود عراق چلے گئے واپس آئے اور فیملی کے ہمراہ کئی دن مقیم رہے۔ اپنی اولاد سے کہنے لگے کہ ان کے والد (حافظ محمد دین) ہمارے خاندان کے پرانے خدمت گزار ہیں، ہمیں خوشی محسوس ہوئی کہ آج ان کے گھر ٹھہرے ہیں حافظ جی کہنے لگے میں آج بھی ان کو روحانی راہنما سمجھتا ہوں انہوں نے رقت آمیز انداز میں روپڑی خاندان کے تمام افراد کے نام لے لے کر کہا میں ان سب کا خادم ہوں میری کچھ جسمانی کمزوری اور مصروفیت کی وجہ سے آنا جانا کم ہو گیا ورنہ آج بھی علمی وروحانی نسبت انہی سے ہے۔

حافظ جی کی چک نمبر 23 الف میں تشریف آوری:

محترم حافظ جی نے شہر کی بجائے دیہات میں دینی خدمات سرانجام دینے کا فیصلہ کیوں کیا؟ آپ نے اظہار خیال فرمایا کہ میں کچھ عرصہ نیو سول لائن مسجد اہلحدیث سرگودھا میں خطبہ جمعہ پڑھاتا رہا، اس کے ساتھ ساتھ دارالحدیث ڈی بلاک میں بطور مدرس خدمت دین سرانجام دیتا رہا اس دوران گھر آتا تو ضعیف العمر والدین کو دیکھ کر طبیعت پریشان ہو جاتی، اس وقت میرا شیر خوار بچہ بھی تھا، محدود تنخواہ ہونے کی وجہ سے اخراجات پورے نہیں ہوتے تھے، شہر میں رہ کر والدین کی احسن انداز میں خدمت نہیں کر سکتا تھا۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ میرے چھوٹے بھائی حافظ محمد یٰسین اور جلال دین مویشیوں کی دیکھ بھال اور کھیتی باڑی میں والد صاحب کی معاونت کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ ان کی فکر دامن گیر ہوئی کہ وہ شہر میں رہ کونسا کاروبار کریں گے اس بناء پر میں نے شہر کی بجائے دیہات میں دینی خدمات سرانجام دینے کا فیصلہ کیا تا کہ میرے بھائی نقل مکانی کر کے زرعی شعبہ سے بدستور منسلک رہیں انہیں وقت نہ آئے۔

میرے محترم حاجی احسان الحق نے مجھے بٹھا کر پیار سے سمجھایا کہ بیٹا! آپ گاؤں جا رہے ہیں آپ کا مطالعہ اور تحقیقی ذوق ختم ہو جائے گا اس لیے آپ کی تقریر میں چاشنی نہ رہے گی آپ ایک بات کو بار بار دہرائیں گے جبکہ شہر میں مکاتیب فکر کے نامور علماء کو سننے کا اتفاق ہوتا ہے ان سے بحث ومباحثہ کرنے کا موقع ملتا ہے اس طرح شہر میں رہ کر تمہارے علم میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا۔ میں نے نہایت ادب سے عرض کی یہ آپ کی مجھ پر شفقت ہے تاہم میری خانگی مجبوری ہے۔ جب ستمبر 1965ء میں پاک بھارت جنگ ہوئی، بھارتی فضائیہ کی بمباری کا سارا زور سرگودھا پر تھا تو دارالحدیث کے طالب علم اپنے اپنے گاؤں چلے گئے اس طرح مدرسہ خالی ہو گیا میں تدریس کی ڈیوٹی سے خالی ہو گیا تو میرے شفیق استاد مکرم مفتی محمد صدیق نے مجھے 23 الف جنوبی جانے کی اجازت دے دی۔

قیام پاکستان سے قبل 23 الف جنوبی میں سکھ آباد تھے، وہ نقل سکونت کر کے چلے گئے، تقسیم کے بعد لدھیانہ، امرتسر، انبالہ کرنال کے مہاجر یہاں آ کر آباد ہوئے۔ جن کا تعلق مختلف قوموں اور برادریوں سے تھا وہ سب جج گھر میں مشترکہ نماز پڑھتے تھے ان میں سے جو نماز پڑھاتا دوسرے اقتداء میں پڑھ لیتے تھے، امام کہنے کی استطاعت نہیں تھی جب زمین کی باقاعدہ الاٹمنٹ کا مسئلہ پیدا ہوا تو راجپوت برادری چاہتی تھی کہ

زرخیز زمین انہیں ملے اور گجر کہتے کہ وہ انہیں الاٹ ہو۔ اس رسہ کشی میں دونوں برادریاں جج گھر سے جدا ہوگئیں، راجپوت برادری نے گاؤں کے جنوب کی طرف جبکہ گجر برادری نے شمال کی جانب مسجد کی بنیاد رکھی، ان میں سے چند خاندان اہلحدیث تھے جن کا روحانی تعلق روپڑی علماء سے تھا چونکہ میں روپڑی علماء کا شاگرد تھا وہ اس لیے مجھے یہاں لے آئے، مقامی لوگوں کا جذبہ تھا میں نے اللہ کے بھروسہ پر خدمت دین کا کام شروع کیا چونکہ خاندانی طور پر زمیندار کا بیٹا تھا، مجھے شرم محسوس ہوئی کہ اپنے لیے ماہانہ وظیفہ یا ششماہی فنڈز کا مطالبہ کروں۔

اس دور میں دیہی آبادی کے اندر رواج تھا کہ میاں جی خود ہی جماعت کرائیں اور خود مردوں کو غسل بھی دیں، اس لیے ابتدائی دور میں بے حد مشکلات پیش آئیں۔ میرے پائے استقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی میں نے دل میں خیال کیا چونکہ طارق بن زیاد کی طرح اپنے گھر کی جگہ بیچ کر آیا ہوں اب انہی لوگوں میں جینا مرنا ہے، خوشی خوشی چھوڑ کر نہ جاؤں گا میں نے چھوٹے بچوں کو پڑھانا شروع کیا، بچے پنیری کی مانند ہوتے ہیں جب اس میں پودے نکل آتے ہیں تو وہ قد آور اور پھلدار ہوتے ہیں، میں نے یہ نہیں دیکھا کہ اہلحدیث خاندان کا ہے یا نہیں گجروں کا ہے یا راجپوت بھٹی کا، ان سب کو نہایت محنت اور پیار سے پڑھایا۔

چونکہ لوگ بیماروں کو مولوی صاحبان سے دم کراتے ہیں اگر مجھے کسی نے آدھی رات کے وقت بھی بلایا تو میں نے دیر نہیں کی، اسی وجہ سے تمام برادریوں کے لوگ میری عزت افزائی کرتے تھے اور وہ اپنے بچوں کو قرآن شریف پڑھنے کے لیے میرے پاس بھیجتے تھے۔ اللہ کے فضل سے یہی بچے پڑھ کر اہلحدیث ہوئے اگر نہیں تو ان کے بچے خود بخود اہلحدیث ہوگئے، میں نے مقامی بچوں سے اپنے بیٹوں کی طرح پیار کیا ان کے بزرگوں کو والدین کے ساتھ مساوی مقام دیا، اس وجہ سے گاؤں کے تمام احباب میرا احترام کرتے تھے۔

حافظ جی سے پہلی ملاقات:

میرے دادا اللہ دین غالباً 1963ء میں بستی صندوق خریدنے کے لیے سرگودھا گئے میں ان کے ہمراہ تھا۔ محترم حافظ محمد دین اس وقت جامعہ علیہ میں زیر تعلیم تھے، ہمیں دیکھ کر پھولے نہ سمائے، جماعتی احباب اور اہل دیہہ کی خیریت دریافت کی گرمیوں کا موسم تھا انہوں نے دودھ سوڈا سے تواضع کی پھر ہمارے ساتھ بازار آئے، میاں عبدالستار آزاد نے مناسب ریٹ پر عمدہ مال فراہم کیا، حافظ جی سے یہ میری پہلی ملاقات تھی۔

حافظ جی نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد مسجد کی خدمت کے لیے 23 چک چلے گئے، کوٹ بھائی خان سے نقل مکانی کر کے چک میں مستقل رہائش اختیار کرلی تاہم اپنے آبائی گاؤں کے جماعتی اور برادری سے تعلق کو برقرار رکھا، ان کے دکھ سکھ میں شرکت کرتے رہے جب تشریف لاتے تو مسجد میں نماز کے بعد وعظ ونصیحت کرتے۔ سال میں ایک بار خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے، آپ کی آمد کی اطلاع ملنے پر مقامی لوگوں کا جذبہ دیدنی ہوتا کہ خدا بخش کا بیٹا حافظ محمد دین آج جمعہ پڑھائے گا۔ جون 1968ء کا خطبہ جمعہ آپ نے حقوق والدین کے موضوع پر ارشاد فرمایا تھا۔

حلیہ:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو حسن وجمال سے نوازا تھا، مناسب قد وقامت جسم نہ ڈیلا نہ موٹا، چاند کی طرح روئے تاباں جس کی تابنا کی کو تقویٰ وطہارت کی روحانیت نے دوآتشہ بنا دیا تھا۔ سفید رنگ جو لطافت وحلاوت کا آئینہ دار اور چہرہ ہمیشہ کلیوں کی تبسم اور پھولوں کی طرح گل و گلزار رہتا، آپ کی زبان کوثر وتسنیم میں دھلی ہوئی تھی، کئی بار آپ کے خطابات سننے کا اتفاق ہوا، آپ کے وعظ میں روحانی اصلاح کا جذبہ کار فرما تھا، معاشرہ کی مہلک بیماریوں کی نشاندہی کرتے پھران کا علاج تحریر کرتے، شیریں انداز میں قرآنی آیات تلاوت کرتے اس کے ساتھ ان کا ترجمہ کرتے جاتے، موضوع کی مناسبت سے قرآن پڑھتے اور روزمرہ زندگی کے واقعات سناتے اس سے حاضرین کے دل پر گہرے اثرات مرتب ہوتے۔ جامعہ علیہ سے تعلق کی وجہ سے خوشاب سے لے کر میانوالی تک جماعتی احباب اپنے تبلیغی پروگراموں میں شرکت کی دعوت دیتے، اس طرح آپ نے جماعت کو منظم وفعال کرنے میں موثر کردار ادا کیا۔

حافظ جی کی جماعتی خدمات:

خاندانی تعلق کی وجہ سے گاہے بگاہے 23 چک جانے کا موقع ملتا رہا، حافظ جی بڑے پیار اور ذوق شوق سے بچوں کو تعلیم دیتے، جب یہی پود جوان ہوئی اور اپنے وعظ ونصیحت اور اخلاقی حکمت سے نمازیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ گردونواح کے چکوک میں اس وقت اہلحدیثوں کی کوئی مسجد نہ تھی، وہ آپ کی اقتداء میں آکر جمعہ پڑھتے رہے تو آپ نے جماعتی احباب کے مشورہ سے مسجد کی توسیع کی جسے نہایت خوبصورت انداز میں تعمیر کیا گیا۔ خطبہ جمعہ میں بیرونی احباب کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا تو آپ نے مقامی جماعت کے تعاون سے وہاں اہلحدیث مساجد تعمیر کروانے میں قائدانہ کردار ادا کیا۔

1939ء میں چوکی بھاگنا نوالہ بر لب لاہور روڈ 4 کنال کا رقبہ 5600 فی مرلہ خریدا، مشتری صاحب سے حافظ جی کا خصوصی تعلق تھا انہوں نے رقم کی ادائیگی کے لیے ایک سال کی مہلت دی، 23 چک کے جماعتی احباب ملازمت یا کاروباری سلسلہ میں کراچی، اسلام آباد یا کہیں آباد تھے حافظ جی ان کے پاس گئے آپ نے مدرسہ دارالسلام گجر چوک منظور کالونی کراچی میں جمعہ پڑھایا۔ اس دوران 42 ہزار روپے جمع ہوئے، اس طرح آپ نے مقررہ میعاد کے اندر اندر رقم ادا کر دی اور مسجد جماعت کے نام رجسٹرڈ کرائی، اس مرکز اہلحدیث میں مسجد معاذ بن جبل ہے۔ آپ نے مقامی بچیوں کی تعلیم وتربیت کے لیے جامعہ حسان البنات تعمیر کرایا جہاں قراءت کے ساتھ قرآن پڑھایا جاتا ہے۔ حافظ جی کی عزیزہ ترجمہ قرآن پڑھاتی رہی اس کے ساتھ بچیوں کی تربیت بھی کرتی رہی، مسجد میں مستقل قاری ہیں جو امامت اور مقامی بچوں کو قرآن پڑھاتے ہیں۔

حافظ جی نے 23 چک مسجد کے نزدیک مزید 4 کنال ملحقہ زرعی رقبہ 2 ہزار فی مرلہ خرید لیا ہے اس کا بھی انتقال جماعت اہلحدیث کے نام رجسٹرڈ کرا دیا ہے۔ سیال موڑ میں جماعتی ساتھی نے 10 مرلہ جگہ مسجد کے لیے ہبہ کی۔ اب امام صاحب کی خاطر رہائش کے لیے حافظ جی نے 10 مرلہ جگہ خریدی محترم میاں محمد جمیل اور مولانا عبدالعزیز حنیف یکے بعد دیگرے مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ رہے انہوں نے بھرپور تعاون کیا۔ ادارہ فرقان الخیر کے تعاون سے تعمیر شروع ہوئی، مدرسہ کے لیے دو کمرے ایک برآمدہ کچن اور چاردیواری پر سوا سات لاکھ روپے خرچ ہوئے جو مقامی جماعت نے ادا کیے اور امام وخطیب کی تنخواہ 23 چک کی جماعت ادا کرتی رہی۔

چک نمبر 23 الف سے ملحقہ چک نمبر 25 ارائیوں کا ہے وہاں کے بزرگ صوفی فتح اللہ مرد مجاہد تھے جو یہاں سے سائیکل پر سوار ہوتے 35 کلومیٹر کی مسافت طے کر کے ڈی بلاک سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں جمعہ پڑھنے کے لیے جاتے تھے۔ محترم حافظ جی 23 چک میں تشریف لاتے تو وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ 23 چک میں جمعہ پڑھتے تھے انہوں نے حافظ جی سے مطالبہ کیا کہ ہمیں مسجد بنوا دو۔ حافظ محمد شریف چنگوانی اور حافظ عبدالرحمٰن لدھیانوی امیر پنجاب نے منظوری دی جامعہ اسلامیہ سوڈی والوں نے 5 لاکھ رقم دی۔ جبکہ ایک لاکھ روپیہ 23 چک کی جماعت نے ادا کیا وہاں کے امام وخطیب کی تنخواہ ابتداء 23 چک والے ادا کرتے رہے۔

حافظ جی نے ان کو شرمایا کہ مردے نہلانے والے کو بھی آپ تنخواہ دیتے ہیں مسجد کی خدمت کرنے والے کو کیوں نہیں دیتے؟ چنانچہ اب وہ نصف تنخواہ دیتے ہیں باقی 23 چک کی جماعت ادا کرتی ہے محترم حافظ جی کے بچے سعودی عرب میں کاروبار کرتے ہیں وہ اپنے اباجی کا اشارہ پاتے ہی اپنی ضروریات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جماعتی فنڈ میں وافر مقدار میں حصہ ڈالتے ہیں۔ حافظ جی نے رجسٹر ڈ رکھا ہوا تھا، آمدن خرچ میں پائی پائی کا حساب لکھتے تھے مناسب موقع پر تمام جماعتی احباب کو گوشوارہ سے آگاہ کرتے تھے، مسجد کے لیے جہاں کہیں بھی زمین خریدتے اسے جماعت کے نام رجسٹرڈ کرا دیتے تھے۔

محترم برادرم حافظ محمد دین اپنے آبائی گاؤں کوٹ بھائی خان میں 1187 ہجری میں قائم شدہ مسجد اہلحدیث کی تزین وآرائش میں خصوصی دلچسپی لیتے رہے۔ مالی تعاون کر کے جماعت کی حوصلہ افزائی کرتے رہے، جہاں بچوں کی تعلیم کے لیے مستقل قاری ہیں وہ ایک ماہ کی تنخواہ اپنی جیب سے ادا کرتے رہے۔ ماہ رمضان میں حفاظ کرام کی خدمت میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔ چک 23 الف میں سالانہ کانفرنس کے موقع پر اپنے آبائی گاؤں کی جماعت کی بھرپور شرکت کو یقینی بنانے کے لیے بس کا خرچہ خود برداشت کرتے تھے۔ جماعت اہل حدیث کوٹ بھائی خان کی تبلیغی محنت سے جھاوریاں اور کوٹ پہلوان میں اہلحدیث مساجد تعمیر ہوئیں، محترم حافظ جی نے ایک ایک مرلہ کی قیمت جیب سے ادا کی اللہ تعالیٰ حافظ کی اور چک 23 الف جنوبی کے مالی تعاون اور تبلیغی محنت کو شرف قبولیت بخشے

تبلیغی خدمات:

اہل مغرب کا سیکولر نظام اسلامی معاشرہ کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے، الیکٹرانک میڈیا نے بے حیائی فحاشی وعریانی کا طوفان بدتمیزی برپا کر دیا ہے۔ اذان سن کر احساس نہیں ہوتا کہ مالک حقیقی اپنے در پر حاضری کے لیے بلا رہا ہے، ہوس زر کی دوڑ میں حلال وحرام کی تمیز مٹ گئی ہے، قومی اداروں میں بڑھتی ہوئی کرپشن نے ملک پاکستان کو دیوالیہ بنا دیا ہے اور یہ کسی کو یاد ہی نہیں کہ آخر روز محشر ایک ایک پائی کا حساب دینا ہے۔ علمائے کرام حتی المقدور خدمت دین میں مصروف عمل ہیں، ایک طبقہ نے اسلامی حکومت کے قیام کو مقصد حیات بنا لیا ہے جبکہ کچھ علماء نے سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھ کر فرد اور معاشرہ کی اصلاح کو مرکز ومحور بنا لیا ہے۔ محترم حافظ محمد دین کی خوبی یہ تھی کہ وہ بیک وقت اصلاحی اور سیاسی محاذ پر سرگرم عمل رہے۔ وہ خود کو روپڑی خاندان کا خادم کہتے رہے، تاہم وہ تنظیمی لحاظ سے مرکزی جمعیت اہلحدیث میں شامل ہوئے، سرگودھا کی کئی شخصیات نے مرکزی جمعیت

اہلحدیث کو منظم وفعال کیا حافظ جی اس قافلہ کے بے لوث سفیر رہے۔
جناب میاں عبدالستار آزاد کی سربراہی میں مولانا سلیم اللہ کبیر پوری حافظ جی متعدد بار ہمارے علاقہ میں تنظیمی دورہ پر تشریف لائے۔

انہوں نے مختلف چکوک میں جا کر تبلیغی وتنظیمی خطابات کیے، جب ضلع اور شہر کی الگ تنظیمیں قائم ہوئیں تو مولانا سلیم اللہ کبیر پوری کی زیر امارت حافظ محمد دین نے ضلعی نظامت کے فرائض عرصہ 20 سال تک سرانجام دیے۔ ملک بھر میں جہاں کہیں جلسہ یا جلوس میں افرادی قوت کا مظاہرہ کرنے کا حکم موصول ہوا تو حافظ جی نے ضلع بھر میں قریہ قریہ بستی بستی دعوت دی اور کئی بسوں کا قافلہ لے کر مرکز کے آرڈر کی تعمیل کی۔ آل پاکستان اہلحدیث کانفرنس سرگودھا میں ہوئی تو ضلعی جمعیت نے اس کے انتظام میں شانہ بشانہ اہم کردار ادا کیا۔

حافظ جی نے ضلعی جمعیت میں مذہبی وسیاسی شعور کی بیداری کے لیے 23 چک میں سالانہ کانفرنس کی ابتداء کی جو کہ عرصہ دراز سے مسلسل منعقد ہو رہی ہے۔ آغاز میں تمام اہلحدیث تنظیموں کے علماء شریک رہے۔ حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ، حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ اور مفتی محمد صدیق "سرگودھوی کئی مرتبہ تشریف لائے۔ حافظ عبدالقادر روپڑیؒ" اور ان کے چھوٹے بھائی حافظ احمدؒ، مولانا مولا بخش لدھیانویؒ، مولانا عبدالقادر دہلویؒ، سید عبدالغنی کاموکی، محمد حسین شیخوپوریؒ، شیخ الحدیث محمد عبداللہؒ گوجرانوالہ حافظ محمد عبداللہ شیخوپوریؒ اور مولانا علامہ حبیب الرحمن یزدانیؒ کانفرنس میں تشریف لاتے رہے۔

ضلع سرگودھا کے مضافات میں سے چک 23 کو اعزاز حاصل ہے کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ دو مرتبہ تشریف لائے اور انہوں نے اپنی گرج دار آواز سے مسلک اہلحدیث بیان کیا۔ کانفرنس میں سرگودھا، خوشاب، بھکر، فاروق آباد کے جماعتی احباب حافظ جی سے روحانی تعلق کی وجہ سے تشریف لاتے پھر علامہ صاحبؒ کی وجہ سے حاضرین کا انبوہ کثیر تھا مسجد تنگ دامنی کا شکوہ کر رہی تھی تو علامہ شہیدؒ نے پنجابی زبان میں کہا حافظ جی "اونٹ والوں سے یاری لائیے تے دروازے نیوں نئی رکھی دے" جب مجھے بلانا ہو تو کانفرنس کھلی جگہ میں کی جائے تو محترم حافظ جی نے فرمایا علامہ صاحب آپ آنے کا وعدہ کریں میں اگلے سال کانفرنس گراؤنڈ میں کراؤں گا اور سرگودھا سے سپیشل سپیکر لاؤں گا علامہ شہیدؒ نے وعدہ کیا لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور جنت البقیع میں بسیرا کر لیا۔

اس وعدہ کو نبھانے کے لیے علامہ کے تنظیمی جانشین پروفیسر ساجد میر تشریف لائے۔ تاہم ان کے بیٹے علامہ حافظ ابتسام الٰہی ظہیر بھی 23 چک میں تشریف لائے۔ مولانا حافظ محمد شریف پروفیسر لیسین ظفر بھی ہر سال کانفرنس میں خطاب کرتے ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ: اسلامی انقلاب وقت کی اہم ضرورت ہے

آج بھی جبر کے اس سیاہ اور تاریک نظام کو ختم کرنیکی اشد ضرورت ہے ورنہ پاکستانی قوم خانہ جنگی کے عذاب سے دوچار ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گی۔ آج تاریخ صدا دے رہی ہے کہ ہے کوئی خالد بن ولیدؓ، ہے کوئی فاروق اعظمؓ، ہے کوئی صلاح الدین ایوبی جو کہ ملک کے سیاسی اُفق پر درخشندہ ستارہ بن کر ابھرے اور ظلمتوں اور اندھیروں کے راج کو ختم کر کے عدل فاروقیؓ کی تابندہ روایات کو زندہ کرے۔

آج کی سسکتی تڑپتی پاکستانی ملت ان ظالموں کے ظلم سے تنگ آ گئی ہے اور وہ آسمانی مسیحا کی راہ تک رہی ہے جو انہیں ان بھیڑیوں اور خنزیروں سے نجات دلائے، اس لیے ان درندہ صفت حکمرانوں نے پاکستانی سرزمین کو اپنے ظلم وجبر سے بھر دیا ہے اور اس کے عوام کو لاتعداد اذیتوں کے سپرد کر دیا ہے۔ انہوں نے پاکستان کو عبرانستان میں بدل کرا سکے باشندوں کا سکون غارت کر دیا ہے، انہوں نے بہنوں کے بھائی اور ماؤں کے جگر گوشے ذبح کر دیے ہیں، انہوں نے عوام کی آزادی پر شب خون مار کر عوام کو اپنا قیدی بنا لیا ہے۔ انہوں نے عدل کا قتل عام کیا ہے، انہوں نے پاکستانی ریاست کو لوٹ لوٹ کر کنگال کر دیا ہے۔ اب عوام نہیں بلکہ تاریخ خود ان ظالموں کے خلاف مدعی بن کر اللہ پاک کی عدالت میں ان کے خلاف فرد جرم عائد کر رہی ہے۔ ان شاء اللہ وہ وقت قریب ہے جب اسی دھرتی پر میزان عدل نصب ہو گا تب تخت گرائے جائیں گے، تاج اچھالے جائیں گے اور ان لعین وخبیث جابروں اور فاسقوں کو تختہ پائے دار پر لٹکا دیا جائے گا، تا کہ معصوم ومظلوم عوام کی طرف سے اجتماعی انتقام کا عمل پایہ تکمیل کو پہنچ سکے۔ آسمان کی بلندیوں سے حکیم الامت کی یہ صدا میرے کانوں میں رس گھول رہی ہے اور میرے قلب کے تاروں کو چھیڑ کر مجھے انقلاب کی راہ دکھا رہی ہے کہ:

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

ختم نبوت کتاب وسنت کی روشنی میں

مولانا محمد یحییٰ گوندلویؒ

تمام امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا: وما ارسلنک الا کافۃ للناس ۔ہم نے تجھ کو تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا۔ نئے رسول کی ضرورت تب پیش آتی رہی جب پہلے رسول کی تعلیم میں کوئی کمی واقع ہوتی یا اس میں کوئی تحریف وتغیر واقع ہوجاتا تو تب نیا رسول بھیجا جاتا تاکہ جو خرابی واقع ہوئی ہے اس کی اصلاح ہوجائے جیسا کہ یہود نے جب تورات میں تحریف کی تو جناب سیدنا مسیح علیہ السلام کی بعثت ہوئی اسی طرح جب یہود کے ساتھ نصرانی بھی تحریف میں شامل ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور فرمایا: یا اھل الکتاب قد جاء کم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم تخفون من الکتاب (المائدہ:۱۵)''اے اہل کتاب بلاشبہ تمہارے پاس ہمارا رسول آگیا جو تمہارے لئے بہت سی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے جسے تم کتاب (تورات) سے چھپاتے ہوئے''اور فرمایا وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ (المائدہ:۴۸)''ہم نے تجھ پر قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہے اور (جوانہوں نے اس میں تحریف کی ہے) اس پر شاہد اور نگہبان ہے''

ان دونوں آیات سے واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے منصب میں ان تحریفات کو بھی واضح کرنا تھا جو اہل کتاب نے اپنی کتاب میں کی تھیں اور قرآن کے ذریعے ان تحریفات کو ختم کرکے اصل کی طرف پھیرنا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول کی حیثیت مسیح وموسیٰ علیہما السلام اور تورات وانجیل سے مختلف تھی اسلام کی تعلیم محفوظ اور تغیر وتبدل سے مبراء ہے اس میں کوئی تحریف نہیں کرسکتا۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون :(الحجر:۹)''بلاشبہ ہم نے ہی ذکر (قرآن) نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے''اور فی الواقع ایسے ہی ہوا ہے قرآن کے نزول کو ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے جو پندرہ صدیوں پر محیط ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کے مطابق قرآن آج تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے اس میں کوئی تغیر وتبدل واقع ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا۔

ثانیاً رسول اور نبی کی بعثت کی ضرورت تب پیش آتی ہے جب کسی قوم تک اللہ تعالیٰ کی دعوت نہ پہنچی ہو یا پھر کسی قوم کے لئے رسول نہ بھیجا گیا ہو یا رسول تو بھیجا گیا ہو لیکن وہ محدود علاقے اور خاص قوم کی طرف مبعوث ہوا ہو جیسا کہ جملہ انبیاء بنی اسرائیل تھے وہ ایک محدود علاقے اور محدود قوم بنی اسرائیل کے لئے مبعوث ہوئے تھے جس کی بناء پر ان کی نبوت عالمگیر نہ تھی بلکہ ایک حلقے تک محدود تھی اس کے برعکس رسول اللہ ﷺ کسی خاص علاقے اور قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام اقوام اور تمام اہل دنیا کی طرف مبعوث ہوئے تھے اللہ کریم فرماتے ہیں: وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا (السباء:۲۸) اے نبی ہم نے تجھ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے یہ بات کہنے کی حد تک نہیں بلکہ اللہ کریم نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے اعلان کرایا: قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (الاعراف:۱۵۸)''رسول کہہ دو اے لوگو میں اللہ کی طرف سے تم تمام لوگوں کی طرف رسول ہوں'' رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث مبارکہ میں فرمایا: کان النبی ﷺ یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ ۔(بخاری ص ۷۱ دارالسلام) نبی کو ایک خاص قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے (تمام) لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے''

ختم نبوت کے بارہ میں اگر کوئی اور دلیل موجود نہ ہوتی تو یہی دو آیتیں اور حدیث کافی تھی کیونکہ یہی وہ خاص نکتہ ہے، جس کے بعد نبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی اگر نبی کی بعثت کا مقصد تعلیم الٰہی سے آشنائی ہوتی ہے اور جب وہ ضرورت رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پوری ہوگئی ہے تو اب کسی نئے نبی کی آمد کا یہ معنی ہوگا کہ قرآن وحدیث کی تعلیم باوجود دعوی کرنے کے اس ضرورت کے پورا کرنے کو ناکافی اور ناقص ثابت ہوئی ہے لیکن اس کا کوئی مسلمان تصور نہیں کرسکتا اس لئے کہ اللہ کریم نے رسول اللہ

ﷺ پر اپنے دین کی تکمیل کردی ہے جیسا کہ فرمایا: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدۃ:۳) ''میں نے آج کے دن تم پر تمہارے دین کا اکمال کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے'' بعثت انبیاء کا مقصد ہی دین کی تکمیل تھی جو رسول اللہ ﷺ پر مکمل ہو گئی اب اس کے بعد دین میں کسی مزید تعلیم کی ضرورت باقی نہ رہی۔ مرزا غلام احمد بھی جب اس نے ابھی دعوی نبوت نہیں کیا تھا اس نکتہ پر متفق تھا چنانچہ مذکورہ آیت کریمہ کے تحت کہتا ہے (حاصل مطلب کہ قرآن کریم جس قدر نازل ہونا تھا ہو چکا اور مستعد دلوں میں نہایت حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کر چکا اور ترتیب کو کمال تک پہنچا دیا اپنی نعمت کو ان پر پورا کر دیا) (محمدیہ پاکٹ بک ص۴۰۲) فرماتے ہیں قرآن شریف جیسا کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص۱۸۲ از محمدیہ پاکٹ بک ۴۰۲)

قرآن اور ختم نبوت:

قرآن کریم متعدد آیات جیسا کہ مذکورہ بالا آیات اور ان کے ہم معنی دیگر آیات ہیں جو ختم نبوت پر صریحاً وکنایۃً دلالت کرتی ہیں اگر ان تمام کو ذکر کیا جائے تو مضمون رسالے کے بجائے کتاب کی صورت اختیار کر جاتا ہے لہذا ہم صرف ایک آیت کو درج کرتے ہیں جو اپنے معنی ومفہوم میں بالکل عیاں بلکہ مشاہدہ کی طرح ہے۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب :۴۰) مرزا صاحب نے اس آیت کا یوں ترجمہ کیا ہے ''محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں مگر وہ رسول اللہ ہیں ختم کرنے والا نبیوں کا'' اور اس پر یہ ریمارکس دیئے ہیں کہ یہ آیت صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد میں ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا نیز فرماتے ہیں قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ ﷺ وخاتم النبیین سے بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ فی الحقیقت ہمارے نبی کریم ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے (ازالہ اوھام کتاب البریہ، محمدیہ پاکٹ بک ۴۰۱) مرزا آنجہانی نے اس آیت کریمہ کی جو تفسیر کی ہے وہ بالکل درست ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس مسئلہ میں نص قطعی ہے۔ جس میں کسی قسم کا کوئی احتمال نہیں کہ اس میں خاتم کا لفظ آخری کے معنی میں ہے جسکا مفہوم یہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں

احادیث اور ختم نبوت: اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ نبوت پر جو احادیث نص صریح کا حکم رکھتی ہیں وہ متواتر ہیں جن کی تعداد دو سو احادیث کے قریب قریب ہے اہل اصول کے نزدیک تواتر کا انکار کفر ہوتا ہے اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صرف چند احادیث کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون ویعجبون ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین (بخاری ص۵۰۱ ج۱ مسلم ص۲۴۸ ج۲) ''بلاشبہ میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایک شخص کی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے نہایت خوبصورت اور حسین بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی لوگ گھوم پھر کر اس گھر کو دیکھتے اور اس کی خوبصورتی پر حیرانی اور تعجب کا اظہار کرتے اور کہتے یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی (تاکہ عمارت بھی مکمل ہو جاتی اور خوبصورتی میں بھی اضافہ ہوتا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں''

رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے جب دین کی عمارت پوری خوشنمائی کے ساتھ پوری ہو چکی ہے اور اس میں اینٹ لگانے کی بھی گنجائش باقی نہیں رہی تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا کہ اگر اب اس مکمل عمارت میں کوئی اینٹ لگائے گا تو اس سے عمارت کی خوبصورتی اور حسن بڑھے گا نہیں بلکہ بدنمائی اور خرابی پیدا ہوگی یہی وجہ ہے کہ اس حدیث مبارکہ کا اختتام رسول اللہ ﷺ نے انا خاتم النبیین کے الفاظ سے کیا کہ اب میرے بعد کوئی شخص اس کامل عمارت میں کوئی مزید اضافہ نہیں کر سکتا۔ تاریخ کے آئینہ میں دیکھا جائے تو رسول اللہ ﷺ کے بعد جتنے بھی مدعیان نبوت اٹھے ہیں ان سے اسلام کو فائدہ نہیں بلکہ بہت زیادہ نقصان ہی پہنچا ہے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون (مسلم ص۲۱۲) میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میری آمد سے انبیاء کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ جب یہ سلسلہ منقطع ہو گیا ہے ظاہر ہے کہ اب جو شخص نبوت کا دعوی کرے گا اس کا تعلق انبیاء کے سلسلہ سے نہیں ہوگا کیونکہ وہ منقطع ہو چکا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا ہے تو اب سوال یہ ہے کہ ایسے مدعی نبوت کا تعلق کس سے ہو سکتا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت بھی کر دی ہے فرماتے ہیں: انه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی انا خاتم النبیین لانبی بعدی (ترمذی ص۵۰۹ دارالسلام) ''قیامت قائم ہونے سے پہلے تیس کذاب کھڑے ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا یہ

گمان ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ''اس حدیث میں لانفی جنس کے لئے آیا ہے جس کا معنی یہ ہے کہ میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آئے گا (نہ ظلی اور نہ بروزی) اور یہی معنی مرزا جی نے کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں: لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد کونسی ایسی وحی نازل ہوگی جس کی رو سے اب لانبی بعدی میں وہی لائے نافیہ جنس کی نفی نہیں کرسکتا (روحانی خزائن ص۳۹۳ ج ۱۴ ملخصا) اس حدیث نے فیصلہ کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا نبی اور رسول نہیں ہوسکتا بلکہ وہ کذاب اور دجال ہوگا نبوت اور کذب آپس میں متضاد ہیں جو کبھی متحد نہیں ہوسکتے نبی صادق اور امین ہوتا ہے اور دجال کذاب اور لعین ہوتا ہے۔

<u>اجماع امت:</u> صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد مبارک سے لے کر آج تک کے تمام مشرق ومغرب کے مسلمانوں کا اتفاق چلا آرہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا دعوی کرتا ہے وہ نبی نہیں بلکہ کذاب اور دجال ہے اس کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ نہیں بلکہ کفار جیسا کرنا چاہئے کیونکہ وہ یہ دعوی کر کے اسلام سے خارج ہو چکا ہے جیسا کہ علامہ غزالیؒ نے الاقتصاد میں اور آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں اس کی تفصیل بیان کی ہے علامہ آلوسی نے تو صاف فرمایا ہے کہ امت کا اجماع ہے کہ ایسا شخص کافر ہے (تفسیر روح المعانی ص۱۵ ج ۷) قاضی عیاض فرماتے ہیں جو شخص نبوت کا دعوی کرتا ہے یا کہتا ہے کہ میری طرف وحی ہوتی ہے تو اس کی تکفیر پر قطعی اور سمعی اجماع ہے۔

(الشفاء ص۲۴۷ ج ۲)

<u>مرزا اور عقیدہ ختم نبوت:</u> مرزا جی نے جب نبوت کا دعوی نہیں کیا تھا تو ان کا بھی عقیدہ عام مسلمانوں کا ہی تھا کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور مسلمانوں کی جماعت سے باہر ہوجاتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں (۱) محمد ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی (تبلیغ رسالت ص۲۱ ج ۲) (۲) سیدنا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں (محمدیہ پاکٹ بک ۵۱۲) (۳) میں مدعی نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں (آسمانی فیصلہ ص۱۰) (۴) ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں (محمدیہ پاکٹ بک ص۵۱۳) مرزا جی کے مذکورہ بالا اقوال سے واضح ہوتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو کافر جانتے تھے ایک دفعہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے سامنے مرزا کے کفر کی بحث چل نکلی تو فرمانے لگے ہمیں اس تکلف میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے مرزا تو خود کہتا ہے کہ مدعی نبوت کافر ہے لہذا وہ تو اپنے ہی قول کے مطابق کافر ٹھہرتا ہے۔

<u>مدعیان نبوت کا انجام:</u> مدعی نبوت اگر اپنے دعوی سے پہلے مسلمان تھا تو وہ اس دعوی کی وجہ سے اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اب وہ مسلمان نہیں بلکہ مرتد ہے جس کا خون حلال ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من بدل دینہ فاقتلوہ (بخاری وموطا) ''جو شخص مرتد ہوجاتا ہے اس کو قتل کرو'' یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد جس نے بھی دعوی نبوت کیا اس کے قتل کو مباح قرار دیا گیا اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعوی کیا تھا اسود کو تو فیروز نامی شخص نے رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں قتل کردیا تھا جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے بذریعہ وحی صحابہ کرام کو اپنی زندگی کے آخری دو دنوں میں سنادی تھی مگر مسیلمہ کذاب کا معاملہ قدرے موخر ہوگیا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا اس لشکر میں وحشی بن حرب بھی شامل تھے جنہوں نے حالت کفر میں جنگ احد میں سیدنا حمزہ عم النبی ﷺ کو شہید کیا تھا اس وحشی بن حرب نے مسیلمہ کو قتل کیا جس کی تفصیل کتب تاریخ اور شروحات حدیث فتح الباری وغیرہ میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد سے لے کر آج تک کئی مدعیان نبوت اٹھے لیکن حکومت اسلامی نے ان کے قتل کو جائز قرار دیا خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں حارث بن سعید دمشقی نے دعوی نبوت کیا تو خلیفہ نے اس کے قتل کا حکم جاری کیا چنانچہ اسے قتل کر کے عبرت کی خاطر سولی پر لٹکا دیا گیا۔ (الشفاء ص۲۵۷ ولسان ج ۲ ومیزان ج ۱) اسی طرح مسلم اندلس میں فازازی شخص نے نبوت کا دعوی کیا تو اسے بھی ابوجعفر بن الزبیر کے حکم پر قتل کیا گیا (الاعتصام للشاطبی ص۳۲۰ ج ۲) الغرض جس شخص نے بھی اسلامی حکومت میں رہتے ہوئے نبوت کا دعوی کیا ہے اسے قتل کیا گیا ہے مرزا قادیانی کو تو خوش نصیبی سمجھنی چاہئے کہ اس نے انگریزی دور میں اور وہ بھی بڑے پینترے بدل کر دعوی کیا تھا ورنہ اگر اس وقت ہندوستان میں اسلامی حکومت ہوتی تو اسے بھی بلاشبہ قتل کیا جاتا کیونکہ ایسے مفتری اور کذاب کے قتل پر عہد صحابہ کرام سے لیکر آج تک کے تمام مسلمانوں کا اجماع چلا آرہا ہے قاضی عیاض جو چھٹی صدی کے مسلمہ محدث ہیں فرماتے ہیں مدعیان نبوت اور الوہیت کو بہت سے خلفاء بادشاہوں اور ان کے ہم مثل امراء نے قتل کیا ہے اور ان کے وقت کے تمام علماء کا ان کے قتل کے اقدام کے درست ہونے پر اجماع رہا ہے (الشفاء ص۲۵۷ ج ۲)

اسلامی انقلاب وقت کی ضرورت ہے!

پروفیسر رعیت علی بقاپوری

اس وقت پاکستان اپنی سیاسی تاریخ کے نازک دور سے گزر رہا ہے۔ملک میں ہر طرف ڈاکو شاہی، لاقانونیت، انارکی، عدمِ ذمہ داری، معاشی بدحالی، سماجی بے چینی، اخلاقی پسماندگی، اور تہذیبی بحران کے حالات پائے جاتے ہیں۔سیاست کے ایوانوں میں وہ لوگ براجمان ہیں جو تقویٰ وطہارت، احساسِ ذمہ داری، دیانت داری، بصیرت اور قوت کردار سے عاری ہیں۔ریاست کے ارباب نظم ونسق سول سروس کی ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر ہیں۔پاکستانی ریاست سیاسی، سماجی، اخلاقی اور تہذیبی توازن سے محروم ہو کر اپنی بقاء کو درپیش چیلنج سے دوچار ہے۔عامۃ الناس پریشان ہیں، قیادت کا شدید فقدان ہے، ایسی کیفیت میں کچھ لوگ مارشل لاء کی بات کر رہے ہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وقت قوم کو اصل حقائق سے آگاہ کیا جائے۔لوگوں کو بتلایا جائے کہ اصل مسئلہ کیا ہے اور اس کا حل کیا ہے؟ یہ روایت علم کی ایک مصدقہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءؑ کے توسط سے انسانوں کو زندگی کے تمام شعبہ جات کے بارے میں ہدایات مفصل انداز میں عطا کر دی ہیں۔

اب ہمارا فرض ہے کہ ہم اللہ پاک کی ان تعلیمات سے آگاہی حاصل کریں اور انکے مطابق اپنے عمل کے معیارات متعین کریں۔اللہ تعالیٰ نے تقریباً تمام الہامی کتب میں اور قرآن مجید میں تمام انسانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اپنے اجتماعی امور کے نظم ونسق کے لیے دیانت دار، متقی، صاحب کردار، صاحب بصیرت اور صاحب علم افراد کو آگے لائیں۔اپنے اجتماعی امور کی باگ ڈور صالح افراد کے سپرد کریں صالحین اور متقین جب منصب قیادت پر فائز ہوں گے تو وہ دنیا میں اور انسانی سماجات کے اندر اللہ کی مشیت نافذ کریں گے۔وہ اللہ کی عبادت کے چلن کو رواج دیں گے، صلوٰۃ وزکوٰۃ کا نظام قائم کریں گے، وہ نیکیوں کو جاری کریں گے اور منکرات کا خاتمہ کریں گے، وہ عدل اجتماعی اور عدل معاشی کے تصورات کو عملی جامہ پہنائیں گے، وہ روکھی سوکھی کھا کر عوام کو خوشحالی عطا کریں گے، ان کے دور میں کوئی شخص بھوکا نہیں سوئے گا۔

ان کے عہد خلافت میں کسی پر ظلم نہ ہوگا، یہ متقی حکمران جب اقتدار کے ایوانوں میں جلوہ افروز ہوں گے تو بدی کی قوتیں دم توڑ دیں گی، غنڈہ گردی اور دہشت گردی پھیلانے والے اسلامی حکومت اور اسلامی تعزیرات کے خوف سے عدل واحسان کی راہ پر آجائیں گے۔لوگ سکون اور راحت کے ساتھ اللہ کی بندگی کے مشن کی تکمیل کر سکیں گے، کسی کی عزت کو خطرہ لاحق نہ ہوگا، فضول رسومات کے بوجھ سے انسانی معاشروں کو آزادی مل جائے گی، لوگ سادہ اور محنت کشی کی زندگی کے عادی ہو جائیں گے، کسی وڈیرے، نواب، رئیس، کسی جنرل، بیوروکریٹ اور عدلیہ کے رکن کو ملک کے قانون کی خلاف ورزی کرنے کی جرأت نہ ہوگی لیکن یہ ہمارا جرم ہے کہ ہم نے اپنے ملک میں ایک ایسا سیاسی اور تہذیبی کلچر اپنا رکھا ہے جو سراسر انسانیت کے خلاف ہے۔

اقتدار کے ایوانوں میں بدکردار اور فاسق وفاجر لوگ براجمان ہیں، یہ بدکردار اور خبیث انسان قومی خزانے کو بے دریغ لوٹتے ہیں، ہزاروں ایکڑ اراضی پر قبضہ جماتے ہیں، اپنے عزیزوں، دوستوں کو بڑے بڑے عہدوں پر فائز کرتے ہیں ملک میں عیاشی اور فضول خرچی کے رویوں کو عام کرتے ہیں، رنگ ونور کی محفلیں سجاتے ہیں، مجالس آئین ساز میں پری وش عورتوں کے دیدار سے لطف اندوز ہوتے ہیں، غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر اپنے ہی ملک کے دیانت دار اور خداترس عوام کو قتل کرنے لگتے ہیں، منصوبہ سازی اور علمدرآمد کے پراسس سے دور رہتے ہیں، حکومت کے ایوانوں میں عیاشی وفحاشی اور نغمہ وموسیقی کی محفلیں سجاتے ہیں۔بیرونی ممالک کے فضول خرچ دورے کرتے ہیں اور ان پر اربوں روپے ضائع کرتے ہیں، بڑے بڑے محلات تعمیر کرتے ہیں اور ان میں داد عیش دیتے ہیں، کروڑوں، اربوں کی گاڑیاں خریدتے ہیں، اپنی بیویوں کو اربوں کے تحفے دیتے ہیں، ملک میں حرام کاری کے چلن کو عام کرتے ہیں، ذرائع ابلاغ کی لگامیں ڈھیلی کر دیتے ہیں تاکہ وہ بلا خوف فحاشی کے کلچر کو فروغ دے سکیں اور ان کے ماتحت فوج، پولیس، عدلیہ اور انتظامیہ کے شعبے بحران شکار ہو جاتے ہیں کیونکہ سرکاری مناصب پر نااہل لوگ متعین ہونے لگتے ہیں، اس طرح ریاست کا کاروبار متاثر ہوتا ہے، ظالموں کو ظلم کی شہ ملتی ہے، کرپشن کا

دوردورہ ہو جاتا ہے، لاقانونیت ڈیرے ڈال لیتی ہے، ملک میں جنگل کا قانون جاری وساری ہو جاتا ہے، معاشرے کے طاقتور افراد ملکی وسائل کی لوٹ مار شروع کر دیتے ہیں۔ چور اور ڈاکو عوام کی جائیدادوں پر ڈاکہ ڈالنے کی راہ اختیار کر لیتے ہیں، ہر فرد سماج اپنے فرض سے سبکدوش ہو کر بدعنوانی کے راستے پر چل پڑتا ہے، عوام بیچارے اذیتوں اور دکھوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں وہ لوگ جو عوامی خدمت کے عہدوں پر متمکن ہوتے ہیں وہ عوام پر ظلم وجبر کے تازیانے برسانے لگتے ہیں۔

امیر لوگ بڑے بڑے بنگلے بناتے ہیں، شادیوں پر بے پناہ اسراف کا مظاہرہ کرتے ہیں، اپنی شاندار حویلیوں میں نئے ماڈل کی گاڑیاں لا کران حویلیوں کی شان وشوکت کو مزید بڑھاتے ہیں، غرباء ومساکین پر عرصہ حیات تنگ ہو جاتا ہے، مہنگائی کا عفریت پورے سماج کو اپنے شکنجے میں جکڑ لیتا ہے، تاجر عوامی مفادات کا قتل عام کرنے لگتے ہیں، ہر چیز کے نرخ آسمان سے باتیں کرنے لگتے ہیں، لوگ حرص وہوس کی دیوی کے پرستار بن کر اس دنیا کو جہنم کدے میں بدل دیتے ہیں، شرفاء غنڈوں اور جابروں کے ڈر سے گھروں میں دبک کر بیٹھ جاتے ہیں، دنیوی تعلیم عام ہو جاتی ہے، ہر آدمی دولت کی دوڑ میں شریک ہو جاتا ہے، اخلاقی قدریں زوال پذیر ہو کر سماجی رویوں سے غائب ہو جاتی ہیں، فتنہ وفساد کے شعلے بھڑکنے لگتے ہیں اور لوگ دستِ دعا بلند کر کے اللہ پاک کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں کہ یا اللہ تیری زمین فتنہ وفساد کی آگ سے بھر گئی ہے، ہماری نجات کے لیے آسمان کی بلندیوں سے کوئی فاروقؓ یا کوئی صلاح الدین ایوبی بھیج دے۔ جب سماجی، اخلاقی، تمدنی اور معاشی صورتحال یہ رُخ اختیار کرتی ہے تب انقلاب کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن عجیب بات یہ ہے کہ پاکستان میں یہ صورتحال پچھلے تیس سال سے نظر آرہی ہے اور بحران کی اس کیفیت میں لحہ بہ لحہ اضافہ ہو رہا ہے لیکن پاکستان کی پاک دھرتی انقلاب کے سویرے کو ترس رہی ہے۔ غریب بیچارے خودسوزیاں کر رہے ہیں جبکہ حکمرانوں کے بچے عیاشیاں کر کے ان کی خودسوزیوں سے محظوظ ہو رہے ہیں اصل میں سبب یہ ہے کہ پاکستان کے نابکار حکمران فوج اور پولیس کی مستحکم تنظیم کے سہارے اپنے فاسقانہ اقتدار کے جبر کو قائم رکھے ہوئے ہیں وہ لوگ جو انقلاب لانے کا ارادہ رکھتے ہیں جو ملک کے سیاسی اور سماجی منظرنامے کو بدلنا چاہتے ہیں اور یہاں اسلام کا نظام خلافت لانا چاہتے ہیں، وہ بے بس ہیں، عوام ان کا ساتھ دینے سے کتراتے ہیں اور پولیس اور افواج ان کے نیک عزائم کی راہ میں سد سکندری بن کر کھڑی ہیں، اس لیے راقم کی رائے یہی ہے کہ صبر وتحمل سے کام لے کر علمائے عصر دعوت وتبلیغ کے محاذ پر سرگرم عمل ہو جائیں، وہ عوام کو اسلام کے سیاسی، تہذیبی، معاشی، سماجی اور اخلاقی نظام کی برکتوں سے آگاہ کریں، ایسے دعوتی اور تعلیمی ادارے قائم کریں جہاں سے بڑے بڑے دانشور، سائنس دان، بیوروکریٹ، عدلیہ کے جج صاحبان، فوج کے جنرل اور انتظامیہ کے افسران تیار ہو کر نکلیں، یہ لوگ اسلامی نظام حیات کے تصورات سے لیس ہو کر اسلام کے تیار کردہ ذہنی سانچے میں ڈھلیں گے، عوام کو اسلامی نظام کی برکات کا شعور ہوگا، الدعوۃ اکیڈمیوں سے اسلامی نظام حیات کے پیروکار افراد تیار ہونے لگیں گے۔ اس طرح اسلامی انقلاب کی فضاء تیار ہوگی اور تاریخ کا وہ محیر العقول اسلامی انقلاب برپا ہوگا جس نے آج سے پندرہ سو برس قبل اپنے وقت کی جابرانہ سلطنتوں کے پرخچے اڑا دیے تھے اور ظلم وجبر کی ان ریاستوں کی جگہ عدل واحسان کی اسلامی ریاست قائم کی تھی کہ جس میں خلیفہ وقت بھی عوام کی عدالت میں آکر خود کو احتساب کے لیے پیش کرتا تھا۔

یہ انسانی تاریخ کا وہ اثر انگیز انقلاب تھا کہ جس کی تعبیر کرنے سے ٹوئن بی جیسا ماہر تہذیب وتاریخ بھی عاجز ہے۔ اس انقلاب نے اپنے وقت کے جابروں کو اس طرح کچلا تھا کہ چند ہی برسوں میں ان کا نام لینے والا باقی نہ رہا تھا۔ جبر وظلم کے سارے نشانات مٹا دیے گئے، انسانوں کی حکمرانی کے چلن کا خاتمہ کر دیا گیا اور اللہ ذوالجلال کی بادشاہی زمین پر قائم کر دی گئی۔ انسانوں کو انسان کے تسلط سے آزاد کر کے اللہ کا بندہ بنا دیا گیا، اس کی خودداری بحال کر دی گئی، اس طرح چشم فلک نے ایک نیا انسان دیکھا جو کہ انسانوں کا خیر خواہ تھا یہ نیا انسان ایک عادل حکمران اور نیک کردار قاضی بن کر عوام کے لیے فرشتہ رحمت ثابت ہوا۔ یہ متقی اور صالح انسان عدل کی تلوار لے کر دنیا میں نکلا اور اس نے جبر واستبداد کے ضابطوں پر قائم سلطنتوں کے تختے الٹ دیے، اس نے سپین میں اسلامی حکومت قائم کی اور سپین میں جبل الطارق کی پہاڑی آج بھی ان پاکباز انسانوں کے جاہ و جلال کی گواہ ہے کہ جو عرب کے ریگزاروں سے ابھرے اور دنیا کی تسخیر کے مشن پر نکلے۔ انہوں نے عدل واحسان کے اصولوں پر استوار ریاستیں قائم کیں۔ انہوں نے مخدومیت کا کلچر ختم کر کے خادمیت کے رجحانات کو عام کیا، جبر کے نظام کی خوفناک افواج ان قدسی صفت انسانوں کی تلوار کی کاٹ سے نیست ونابود ہو گئیں اور دنیا میں دور رحمت کی ٹھنڈی ہوائیں چلیں۔ آج بھی ظلم وجبر کا وہی شاہی واستبدادی سسٹم دنیا میں اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہے آج بھی انسان انسان کا غلام ہے، آج بھی طاقتور کمزور کے حقوق غصب کر رہا ہے اور آج کے حکمران بھی قیصر وکسریٰ کی طرح عیاشی کر رہے ہیں

(بقیہ:12)

مولانا عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ

عبدالرشید عراقی

حدیث نبوی ﷺ ہے: عن عبدالله بن عمرو بن العاص قال سمعت رسول الله يقول ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد ولكن يقبض العلم بقبض العلماء. ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے بلکہ وہ (پختہ کار) علماء کو موت دے کر علم اٹھائے گا۔'' (بخاری رقم الحدیث:100)

پختہ کار علماء جو دین کی پوری سمجھ رکھتے ہوں اور احکام اسلام کے دقائق و مواقع کو بھی جانتے ہوں، ایسے پختہ دماغ علماء ختم ہو جائیں گے۔

تین ساڑھے تین سال کے عرصہ میں جماعت اہلحدیث پاکستان کے کئی ایک نامور علمائے کرام اس دنیائے فانی سے رحلت کر گئے ہیں مثلاً شیخ الحدیث مولانا محمد یحییٰ گوندلویؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانبازؒ، مولانا عزیز الرحمٰن یزدانیؒ، مولانا حافظ بنیامین، شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمٰن اشرف، شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم، پروفیسر عبدالجبار شاکرؒ، مولانا محمد ادریس فاروقیؒ، مولانا عبدالقادر ندویؒ، مولانا معین الدین لکھویؒ، شیخ الحدیث حافظ عبداللہ سلفی، حافظ عبدالمنان نورپوریؒ، ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہرؒ وغیرہم۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور کرے اور ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ بابائے تبلیغ مولانا عبداللہ گورداسپوری کی وفات 7 مئی 2012ء کو ہوئی جو کہ جماعت اہلحدیث پاکستان کے لیے ایک سانحہ عظیم ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جماعت اہلحدیث پاکستان نے اپنا ایک گوہر نایاب اور قیمتی لعل کھو دیا ہے ان کی دائمی رخصتی کا واقعہ بڑا دلگداز سانحہ ہے، اہل حدیث مدتوں اس کی کسک محسوس کریں گے۔

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں آپ برصغیر (پاک وہند) کے متبحر علمائے دین میں سے تھے اور ایک عالم دین کی حیثیت سے ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ برصغیر کا علمی طبقہ ان کی شخصیت سے بخوبی واقف ہے۔ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری نے دین اسلام کی اشاعت، کتاب وسنت کی ترقی وترویج، مسلک اہلحدیث کی حقانیت اور شرک وبدعت ومحدثات کی تردید اور ادیان باطلہ کا قلع قمع کرنے کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اہلحدیث حضرات کے علاوہ دوسرے مسالک کے لوگ بھی خوب واقف ہیں تاریخ کبھی بھی ان کی خدمات کو فراموش نہیں کر سکے گی، ایسی ہی نادرہ روزگار شخصیت کے بارے میں علامہ اقبالؒ نے کہا ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مولانا محمد عبداللہ رحمہ اللہ نے زندگی کے بہت سے میدانوں میں نمایاں کارنامے انجام دیئے۔ قادیانی تحریک میں ان کی خدمات آب زریں سے لکھنے کے قابل ہیں اس تحریک میں اسیر زنداں بھی رہے اگر ان کی شخصیت کو چند الفاظ میں نمایاں کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ کہنا پڑے گا کہ مرحوم مولانا گورداسپوری بلند پایہ عالم دین، مبلغ وواعظ، خطیب ومقرر، ایک بیدار مغز مدبر، مفکر، دانشور، مصنف اور مخلص وفعال سیاسی رہنما بھی تھے۔ تحریر وتقریر کے میدان کے کامیاب شہسوار تھے۔ آپ کی تقریروں میں علم وروحانیت، فکر وبصیرت اور تحقیق وکاوش کے ساتھ ساتھ ادب کی چاشنی اور اسلوب کی دلآویزیاں چمکتی نظر آتی تھیں۔

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری کی ذات گرامی قدیم روایات صالح کی قیمتی یادگار تھی آپ شیخ الاسلام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری، امام العصر مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مناظر اسلام مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی، مجتہد العصر محدث دوراں حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی، خطیب الہند مولانا محمد بن ابراہیم جوناگڑھی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، پاسبان حریت مولانا محمد سید داؤد غزنوی، شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی، حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی اور نامور سیرت نگار علامہ قاضی محمد سلیمان منصورپوری جیسے آسمان علم کے آفتاب وماہتاب ہستیوں کے نقوش تاباں کی ایک آخری یادگار اور قیمتی کڑی تھے۔ شرافت اور وضعداری، فکر وفہم، اعتدال ومیانہ روی، حق شناسی، حق گوئی وبے باکی میں اپنی مثال آپ تھے۔

مرحوم نے 95 سال کی عمر پائی، اس پیرانہ سالی میں بھی وہ دین اسلام کی اشاعت اور مسلک اہلحدیث کی حقانیت اور ادیان باطلہ کی تردید وتوبیخ میں جوانوں سے زیادہ عزم رکھتے تھے۔ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری

کی شخصیت جامع صفات تھی، وہ اپنی ذات میں خود ایک انجمن تھے، راقم الحروف نے ان کا نام سن رکھا تھا لیکن ملاقات نہیں تھی، غالباً 2005ء میں مولوی حکیم محمد ادریس فاروقی مرحوم نے ایک تبلیغی پروگرام میں اپنی مسجد اہلحدیث غربی میں بلوایا، راقم ملاقات کے لیے حاضر ہوا، تعارف کرایا۔ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بغلگیر ہوئے بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے مصافحہ کیا اور دیر تک خیریت دریافت کرتے رہے اور فرمایا کہ آپ کے مضامین جماعتی رسائل وجرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں اور میری نظر سے گزرتے ہیں آپ نے شخصیات کا موضوع انتخاب کیا ہوا ہے یہ موضوع بڑا دلچسپ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، علمائے اہلحدیث کا تعارف آپ عمدہ الفاظ میں کراتے ہیں۔

اس کے بعد مولانا جب بھی وزیرآباد، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے گردونواح میں بسلسلہ تبلیغ تشریف لاتے تو راقم الحروف کو اطلاع ہوتی تو اپنے شاگرد مولانا ابوعمر عبدالعزیز سیال سوہدروی کی معیت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوتا جب ملاقات ہوتی تو بڑی خندہ پیشانی سے ملتے، دعائیں دیتے اور علمائے سلف یعنی مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی اور مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہم اللہ کے واقعات سناتے تھے، ان سے آخری ملاقات جنوری 2012ء میں موضع تلواڑہ متصل سوہدرہ میں ہوئی، یہاں آپ تبلیغی سلسلہ میں تشریف لائے تھے۔

مولانا عبداللہ رحمہ اللہ کی جن خوبیوں نے مجھے خاص طور پر متاثر کیا وہ ان کی شرافت، وسعت قلبی، معاملہ فہمی، دوربینی، صلح پسندی اور وضعداری تھی، وہ صحیح معنوں میں مرد مومن تھے، علامہ اقبال نے دو شعروں میں مرد مومن کی جو تصویر کھینچی ہے وہ صحیح اس کے مصداق تھے۔

اس کی امیدیں قلیل اس کے مقاصد جلیل
اس کی ادا دلفریب اس کی نگہ دل نواز
نرم دم گفتگو گرم دم جستجو
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل وپاک باز

مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری عمدہ خطیب اور حلیم الطبع انسان تھے، اب وہ وہاں ہیں جہاں ایک روز سب کو جانا ہے، اللہ تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ آمین

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

☆.........☆.........☆

مولانا عبداللہ گورداسپوری کا سانحہ ارتحال

جماعت اہلحدیث کے معروف خطیب، مبلغ دعوت ودین، بابائے تبلیغ حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری شدید علالت کے بعد 7 مئی 2012ء بروز پیر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت گورداسپوریؒ اسلاف کی نشانی، تبلیغ مسلک اہلحدیث کے ذوق سے سرشار تھے، مرحوم روپڑی خاندان کے ساتھ اور شیخ الاسلام شیر پنجاب مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ سے بڑی محبت رکھتے تھے۔ برصغیر کے عظیم خطیب سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے بھی انہیں بڑی عقیدت تھی۔ شاہ صاحب نے اپنا دست شفقت ان کے سر پر پھیرا اور انہیں پیار فرمایا۔ مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری جماعت اہلحدیث کے ہردلعزیز خطیب مرنجاں طبیعت رکھنے والے، خوش مزاج اور پیاری طبع کے بزرگ تھے، ان کی وفات حسرت آیات ایک بڑے صدمے سے تعبیر کی جائے گی۔ 5 مئی 2012ء کو مولانا پر دماغی فالج کا حملہ ہوا، فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا مگر وہ قومے میں رہنے کے بعد 7 مئی بروز پیر کو وفات پا گئے۔

احباب جماعت حضرت موصوف کی مغفرت وبلندیٔ درجات کے لیے خصوصی دعائیں فرمائیں۔ ہم اراکین تنظیم اہلحدیث لاہور موصوف کے لواحقین بالخصوص ڈاکٹر بہاؤالدین (برطانیہ) ان کے پوتے جناب سہیل گورداسپوری ودیگر کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

تقریب بخاری شریف

مورخہ 3 جون بروز اتوار صبح دس بجے سے لے کر بعد نماز عصر تک جامع تعلیم الاسلام بنات المسلمین فاروق آباد میں تقریب بخاری شریف منعقد ہو رہی ہے جس میں پروفیسر عبدالرزاق ساجد، سید سبطین شاہ نقوی، قاری صہیب احمد میر محمدی، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ودیگر علمائے کرام خطابات کریں گے۔

جبکہ بخاری شریف کی آخری حدیث پر مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی درس ارشاد فرمائیں گے۔

(منجانب: حافظ محمد رفیق طاہر فاروق آباد شیخوپورہ)

طلباء کنونشن

جامعہ اہلحدیث لاہور کے فاضل طلباء کا مورخہ 10 جون بروز اتوار سالانہ کنونشن منعقد ہو رہا ہے۔ تمام علمائے کرام سے کنونشن میں شرکت کی اپیل ہے

(ادارہ)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون دفتر رسول (042) 5854010
فون دفتر اعلیٰ 6581025
تنظیم اہلحدیث (042)
C.P.L - 104

☆رئیس الجامعہ☆
حافظ محمد جاوید روپڑی

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆خوشخبری☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد اللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی'' ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی'' ورئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی''

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ   تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم ، 2۔ درس نظامی ، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ ، 4۔ دارالافتاء ، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ ، 7۔ دعوت والارشاد ، 8۔ کمپیوٹر لیب ، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام ، ادویات ، صابون ، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک ، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے۔ جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

☆ ☆ ☆

ترسیل زر کا پتہ

اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230